رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اٰوی القریۃ

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

منارۃ المسیح الموعود علیہ السلام

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۸	۲۱ رجب المرجب ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء روز جمعہ	جلد ۶

ایک عمدہ موقع

سردار شیخ فضل حق صاحب رئیس دھرم کوٹ بگہ کے نام سے ہمارے ناظرین عموماً واقف ہیں سردار صاحب ایک مشہور خاندان کے رئیس ہیں مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کے رشتہ داروں کے (جو سکھ ہیں) تعلقات قطع ہو چکے ہیں اب وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنی چاہتے ہیں سردار صاحب کی خاندانی حالات معلوم کرنے کے لیے اُس شجرہ اور حالات کو دیکھنا کافی ہوگا جو انہوں نے اپنے رسالہ فضل حق کے آخر میں دیا ہے سردار صاحب ایک وجیہ و شکیل نیک مزاج خوش خلق دیندار متقی اور نوجوان ہیں اور پوری صحت رکھتے ہیں جنہوں نے اسلام کیلحاظ اپنے بہت سے دنیوی مفاد حتی کہ پیاری بیوی کو بھی جو انھیں بہت ہی عزیز تھی قربان کر دیا۔ جو صاحب اس قسم کا تعلق سردار صاحب موصوف سے کرنا چاہیں وہ انکسی براہ راست یا مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سے بمقام قادیان خط و کتابت کریں۔ لڑکی کی صورۃ و سیرۃ اور حسن و جمال اور تربیت عمدہ اور پسندیدہ ہونی چاہیے۔ مکرر یہ کہ سردار صاحب کے خاندانی حالات تاریخ رئیسان پنجاب میں سر لیپل گریفن صاحب نے مفصل لکھے ہیں۔ سردار صاحب اس وقت اپنی ذاتی آمدنی بلا شرکت غیرے تین سو روپے ماہوار سے زیادہ مستقل رکھتے ہیں اور ہر طرح سے ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں چنانچہ آپ کے رسالہ فضل حق سے عام شہرت ہے اور مفصل حالات خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

آخری مضمون کشتی نوح۔

وہ مرد سخت ظالم اور قابل مواخذہ ہے جو دو جوروئیں کرکے انصاف نہیں کرتا مگر تم خود خدا کی نافرمانی کرکے مورد قہر الٰہی مت بنو ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائے گا۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی نظر میں نیک بنو تو تمھارا خاوند بھی نیک کیا جاوے گا اگرچہ شریعت نے مختلف مصالح کی وجہ سے تعدد ازواج کو جائز قرار دیا ہے لیکن قضاء و قدر کا قانون تمھارے لیے کھلا ہے اگر شریعت کا قانون تمھارے لیے قابل برداشت نہیں تو بذریعہ دعا قضاء و قدر کے قانون سے فائدہ اُٹھاؤ کیونکہ قضاء و قدر کا قانون شریعت کے قانون پر بھی غالب آجاتا ہے تقویٰ اختیار کرو دنیا سے اور اُسکی زینت سے

خوب ہو گئی بہت اچھا ہوا بہت سے لوگ واقف ہو جاوینگے اور انکو ٹھوکر لگینگے۔ دہلی کے جلسہ سے پہلے تریاق المسیح بھی طیار ہو جاوے تو اچھا ہو۔

۵۔ ایڈیٹر الحکم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میاں نبی بخش صاحب عرف عبد العزیز صاحب نمبردار بٹالہ کا تو بہ نامہ جو انہوں نے بھیجا ہے الحکم میں چھاپ دیا جاوے اور ساتھ اپنا ایک رویا بھی جسے بار ہا آپنے فرمایا ہے سنایا کہ میں ایکبار اس کے متعلق دیکھا تھا کہ گویا اسی راستہ ہم سیر کو نکلے ہیں تو اس بڑ کے درخت کے نیچے جو میراں بخش حجام کی حویلی کے پاس ہے نبی بخش سامنے سے آکر ملا ہے اور اس نے مصافحہ کیا ہے یہ رویا ان دنوں کی ہے جب وہ مخالفت کے اشتہار چھپواتا پھرتا تھا۔

۶۔ جماعت کی ترقی پر اور مولوی محمد حسین کے ابھی تین سو تیرہ ہی گننے رہتے پر فرمایا۔ کہ بڑے زور سے ترقی ہو رہی ہے کیا وہ نہیں جانتا کہ خدا قادر ہے کہ ایک دم میں تین سو تیرہ سے تین لاکھ تیرہ ہزار کر دے۔ یہ ترقی محمد حسین کے لیے تو اعجاز ہے اگر وہ سوچے اور سمجھے براہین احمدیہ کو پڑھے یہ کتاب جسنے اب تو نہیں بنا لی جس میں لکھا ہوا ہے کہ تیرے ساتھ فوجیں ہونگی باوجود مولویوں کی اسقدر مخالفت کے پھر اس قوم کا ترقی کرنا کیا یہ معجزہ نہیں جبکہ وہ اپنے ارادوں میں عاجز آ گئے کسقدر جد و جہد ان لوگوں نے ہمارے نابود کرنے کے لیے کی گورنمنٹ تک سے چاہا کہ کسی نہ کسی طرح سے ہمکو پھنسا دیں مگر خدا تعالیٰ نے ایسی زور شور سے ترقی کی جسقدر زور انہوں نے مخالفت میں لگایا۔ اب تو بات صاف ہو گئی ہے مردم شماری کے کاغذات سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ہماری جماعت تین سو تیرہ ہے یا ایک لاکھ کے قریب

۷۔ طاعون نے انکو دو طرح گھٹایا ہے کچھ مرتے ہیں اور اکثروں کو ادھر ملا یا ہے

اصل یہ ہے کہ جو بیج اچھی طرح بویا جاوے اور وقت پر بارش بھی ہو وہ دیکھتے ہی دیکھتے نشو و نما پاتا اور ترقی کرتا ہے ورنہ اگا کھینچنا اور قائم رکھنا یہ خدا کا کام ہے ان مخالفوں کو اگر ابو سفیان کیطرح نظارہ کرایا جاوے تو حیران ہو جاویں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب انکو اپنی فوج دکھائی۔ اور عباس کو کہا کہ انکے پاس ٹھیر کر دکھاؤ۔ اور جب اس نے وہ نظارہ کیا تو اس نے کہا کہ تیرا بھتیجا بڑا بادشاہ ہو گیا ہے مگر اسکو جواب دیا گیا کہ بادشاہی نہیں نبوۃ ہے۔

براہین احمدیہ کے زمانہ پر غور کیا جاوے جب وہ چھپ رہی تھی۔ ابتو نہیں بنائی گئی اسوقت کے الہامات ہیں میں درج ہیں جو انگریزی میں بھی ہیں اور عربی میں بھی۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَانْتَہٰی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ

ایک مخلوق ہماری طرف رجوع کریگی تو کہا جائیگا الیس ھذا بالحق۔

فانتہی امر الزمان الینا عربی میں بڑا عجیب فقرہ ہے۔ کہ زمانہ کا رجوع ہماری ہی طرف ہو گا۔ اور آخری فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہو گا۔ غرض بڑی بڑی پیشگوئیاں ہیں جیسے یہ کہ بادشاہ **تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ملوک بھی اسطرف توجہ ہو گی۔ اور انہیں بھی اس سلسلہ کی اشاعت ہو گی۔ ملوک اور روسا کے کان حق کے سننے سے بہرے ہوتے ہیں نہ خود انکو عادت ہوتی ہے اور نہ ان کے پاس والے ایسے ہوتے ہیں ان کے مصاحب اور پاس رہنے والے بدوضع لوگ ہوتے ہیں اسلیے وہ اپنی سد دنیا کا باعث سمجھتے ہیں اگر وہ دین کی طرف توجہ کریں۔ مگر خدا تعالیٰ نے مجھے

فرمایا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ یہ برکت ڈھونڈنے والے بیعت میں داخل ہونگے اور ان کے بیعت میں داخل ہونے سے گویا سلطنت بھی اس قوم کی ہو گی پھر مجھے کشفی رنگ میں وہ بادشاہ دکھلائے بھی گئے وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور چھ سات سے کم نہ تھے۔

اصل یہ ہے کہ خدا کے کام تدریجی ہوتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ کی گلیوں میں تکلیف اٹھاتے پھرتے تھے اسوقت کون خیال کر سکتا تھا کہ اس شخص کا مذہب دنیا میں پھیل جائیگا۔

علم خدا تعالے کے سوا اور کسیکو نہیں ہوتا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم کا دائرہ بھی اشاعت اسلام کے متعلق اتنا نہ تھا جتنا آج ہے وہ تو یقین کرتے تھے کہ ہم فتح پا وینگے میرا مذہب تو یہ ہے خدا تعالیٰ ہی علیم و خبیر ہے۔ ضروری نہیں کہ پیغمبروں پر بھی تفصیلی حالات ظاہر کیے جائیں۔ وہ جتنا علم چاہتا ہے دیتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اگر اسوقت آئیں تو اسلام کی اسقدر وسیع اشاعت اور ترقی کو دیکھکر حیران ہو جائیں

۸۔ اپنے تائیدی ثبوتوں کے متعلق فرمایا کہ اب وہ اسقدر کثرت سے ہو گئے ہیں کہ گنے بھی نہیں جاتے۔ ہر روز زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے۔ مجھے بار ہا خیال آیا ہے کہ اگر کسی رئیس کو یہ خیال پیدا ہو تو جس قدر نشان خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کی سچائی کو ظاہر کیا ہے وہ ایک جلسہ کر کے اس ثبوت کو سنے۔ یہ ثبوت چار قسم کے ہیں اگر عقل کو بھی ہمیں داخل کیا جاوے (۱) نصوص قرآنیہ و حدیثیہ (۲) آیات ارضیہ و سماویہ (۳) نصرت مشہودہ و محسوسہ (۴) دلائل عقلیہ۔ اس ترتیب سے اگر عیسائیوں کے اس جلسہ کیطرح (جو جادوں تک مرتب ہوتا رہا) ایک جلسہ کیا جاوے۔ اور قیصر سوم کیطرح جسنے ایک مذہبی جلسہ کیا تھا

تو بہودہ دیکھنے اس لئے کہ یہ سب کہاں ہیں؟ ہر قسم کے اعتراضوں کا جواب پہاڑوں کی طرح یاد ہونا چاہیے مختصر جواب دینا ہر ایک کا کام نہیں اگر بجا جواب ہو تو غیر نا معقول ثابت ہو سکتا ہے اس کا معاملہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کی سچائی کے تو ایسے دلائل دیے ہیں کہ اگر یاد ہوں تو پھر کوئی مشکل نہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ اس کتاب کے بعد پھر امتحان کی صورت رکھی جاوے۔ روساء میں سے کسیکو خیال آوے کہ اسلام میں بہت فرقے ہیں جو عمدہ ہیں کام کو اپنے ذمہ لے اور ایک جلسہ کر کے فیصلہ کرے۔ ۱۱۔ فرمایا طاعون کے متعلق سب کے نبی پیشگوئی کرتے آئے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون شدت سے پھیلے گی۔

۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء

(دربار شام)

دعا بعد نماز

مولوی سید محمود شاہ صاحب نے جو سہارنپور سے تشریف لائے ہوئے ہیں حضرت اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور جب آپ نماز مغرب سے فارغ ہو کر شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے یہ عرض کیا کہ میں نے آج تحفہ گولڑویہ اور کشتی نوح کے بعض مقامات پڑھے ہیں۔ میں ایک امر جناب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں اگرچہ وہ فروعی ہے لیکن پوچھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے

کہ ہم لوگ عموماً بعد نماز دعا مانگتے ہیں لیکن یہاں نوافل تو خیر دعا بعد نماز نہیں مانگتے

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ اصل یہ ہے کہ ہم دعا مانگنے سے تو منع نہیں کرتے اور ہم خود بھی دعا مانگتے ہیں اور صلوۃ بجائے خود دعا ہی ہے۔ بات یہ ہے کہ میں نے اپنی جماعت کو نصیحت کی ہے کہ ہندوستان میں یہ عام بدعت پھیلی ہوئی ہے کہ تعدیل ارکان پورے طور پر ملحوظ نہیں رکھتے اور ٹھونگے دار نماز پڑھتے ہیں گویا وہ نماز ایک ٹیکس ہے جس کا ادا کرنا ایک بوجھ ہے اس لیے اس طریق سے ادا کیا جاتا ہے جس میں کراہت پائی جاتی ہے حالانکہ نماز ایسی شے ہے کہ جس سے ایک ذوق۔ انس اور سرور بڑھتا ہے۔ مگر جس طرز پر نماز ادا کی جاتی ہے اس سے حضور قلب نہیں ہوتا اور بے ذوقی اور بے لطفی پیدا ہوتی ہے میں نے اپنی جماعت کو یہی نصیحت کی ہے کہ وہ بے ذوقی اور بے حضوری پیدا کرنے والی نماز نہ پڑھیں بلکہ حضور قلب کی کوشش کریں جس سے ان کو سرور اور ذوق حاصل ہو۔ عام طور پر یہ حالت ہو رہی ہے کہ نماز کو ایسے طور سے پڑھتے ہیں کہ جس میں حضور قلب کی کوشش نہیں کی جاتی بلکہ جلدی جلدی اس کو ختم کیا جاتا ہے اور خارج نماز میں بہت کچھ دعا کے لیے کرتے ہیں اور دیر تک دعا مانگتے رہتے ہیں حالانکہ نماز کا (جو مومن کی معراج ہے) مقصود یہی ہے کہ اس میں دعا کی جاوے اور اسی لیے ام الادعیہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ دعا مانگی جاتی ہے۔ انسان کبھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتا جب تک کہ اقام الصلوۃ نہ کرے۔ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اس لیے فرمایا کہ نماز گری پڑتی ہے۔ مگر جو شخص اِقَامُ الصَّلٰوۃ کرتے ہیں تو وہ اس کی روحانی صورت سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو پھر وہ دعا کی محویت میں ہو جاتے ہیں۔ نماز ایک ایسا شربت ہے کہ جو ایک بار اسے پی لے اسے فرصت ہی نہیں ہوتی اور وہ فارغ ہی نہیں ہو سکتا ہمیشہ اس سے سرشار اور مست رہتا ہے۔ اس سے ایسی محویت ہوتی ہے کہ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اسے چکھتا ہے تو پھر اس کا اثر نہیں جاتا۔ مومن کو ہر وقت اٹھتے بیٹھتے دعائیں کرنی چاہییں۔ مگر نماز کے بعد جو دعاؤں کا طریق اس ملک میں جاری ہے وہ عجیب ہے بعض مساجد میں اتنی لمبی دعائیں کی جاتی ہیں کہ آدھ میل کا سفر ایک آدمی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنی جماعت کو بہت نصیحت کی ہے کہ اپنی نماز کو سنوارو یہ بھی دعا ہے۔

کیا وجہ ہے کہ بعض لوگ تیس تیس برس تک برابر نماز پڑھتے ہیں پھر کورے کے کورے ہی رہتے ہیں کوئی اثر روحانیت اور خشوع و خضوع کا ان میں پیدا نہیں ہوتا اس کا یہی سبب ہے کہ وہ وہ نماز پڑھتے ہیں جس پر خدا تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے ایسی نمازوں کے لیے ویل آیا ہے۔ دیکھو جس کے پاس اعلیٰ درجہ کا جوہر ہو تو کیا کوڑیوں اور پیسیوں کے لیے اسے اس کو پھینک دینا چاہیے؟ ہرگز نہیں اول اس جوہر کی حفاظت کا اہتمام کرے اور پھر پیسوں کو بھی سنبھالے اس لیے نماز کو سنوار سنوار کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھے۔

سائل۔ الحمد شریف بیشک دعا ہے مگر جن کو عربی کا علم نہیں ان کو تو دعا مانگنی چاہیے۔

حضرت اقدس۔ ہم نے اپنی جماعت کو کہا ہوا ہے کہ طوطے کی طرح مت پڑھو سوائے قرآن شریف کے جو رب جلیل کا کلام ہے اور سوائے ادعیہ ماثورہ کے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول تھیں۔ نماز بابرکت نہ ہو گی جب تک اپنی زبان میں اپنے مطالب بیان نہ کرو۔ اس لیے ہر شخص کو جو عربی زبان نہیں جانتا ضروری ہے کہ اپنی زبان میں اپنی دعاؤں کو پیش کرے۔ اور رکوع میں سجود میں مسنون تسبیحوں کے بعد اپنی حاجات کو عرض کرے۔ ایسا ہی التحیات میں اور قیام اور جلسہ میں۔ اس لیے میری جماعت کے لوگ اس تعلیم کے موافق نماز کے اندر اپنی زبان میں دعائیں کر لیتے ہیں اور ہم بھی کر لیتے ہیں اگرچہ ہمیں تو عربی اور پنجابی یکساں ہی ہیں مگر مادری زبان کے ساتھ انسان کو ایک ذوق ہوتا ہے اس لیے اپنی زبان میں نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنے مطالب اور مقاصد کو بارگاہ رب العزت میں عرض کرنا چاہیے۔ میں نے بارہا سمجھایا ہے کہ نماز کا تعہد کرو جس سے حضور اور ذوق پیدا ہو۔ فریضہ تو جماعت کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں باقی نوافل اور سنن کو جیسا چاہو طول دو۔ اور چاہیے کہ اس میں گریہ و بکا ہو تا کہ وہ حالت پیدا ہو جاوے جو نماز کا اصل مطلب ہے نماز ایسی شے ہے کہ سیئات کو دور کر دیتی ہے جیسے فرمایا اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ

نماز کل بدیوں کو دور کر دیتی ہے۔ حسنات سے مراد نماز ہے۔ مگر آجکل یہ حالت ہو رہی ہے کہ عام طور پر نمازی کو مکار سمجھا جاتا ہے کیونکہ عام لوگ بھی جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں یہ اسی قسم کی ہے جس پر خدا نے واویلا کیا ہے کیونکہ اسکا کوئی نیک اثر اور نیک نتیجہ مترتب نہیں ہوتا نرے الفاظ کی بحث میں پسند نہیں کرتا آخر مر کر خدا تعالیٰ کے حضور جانا ہے دیکھو ایک مریض جو طبیب کے پاس جاتا ہے اور اسکا نسخہ استعمال کرتا ہے اگر دس بیس دن تک اس سے کوئی فائدہ نہ ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ تشخیص یا علاج میں کوئی غلطی ہے پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ سالہا سال سے نمازیں پڑھتے ہیں اور اسکا کوئی اثر محسوس اور مشہود نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر دس دن بھی نماز کو سنوار کر پڑھیں تو تنویر قلب ہو جاتی ہے مگر یہاں تو پچاس پچاس برس تک نماز پڑھنے والے دیکھے گئے ہیں کہ بدستور رو بدنیا اور سفلی زندگی میں نگونسار ہیں اور انہیں نہیں معلوم کہ وہ نمازوں میں کیا پڑھتے ہیں اور استغفار کیا چیز ہے؟ اسکے معنوں پر بھی انہیں اطلاع نہیں ہے طبیعتیں دو قسم کی ہیں ایک وہ جو عادت پسند ہوتی ہیں جیسے اگر ہندو کا کسی مسلمان کے ساتھ کپڑا بھی چھو جاوے تو وہ اپنا کھانا پھینک دیتا ہے حالانکہ اس کھانے میں مسلمان کا کوئی اثر سرایت نہیں کر گیا زیادہ تر اس زمانہ میں لوگوں کا یہی حال ہو رہا ہے کہ عادت اور رسم کے پابند ہیں اور حقیقت سے واقف اور آشنا نہیں ہیں۔ جو شخص دل میں یہ خیال کرے کہ یہ بدعت ہے کہ نماز کے پیچھے دعا نہیں مانگتے۔ بلکہ نماز میں دعائیں کرتے ہیں یہ بدعت نہیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ادعیہ عربی میں سکھائی تھیں جو ان لوگوں کی اپنی مادری زبان تھی اسی لیے ان کی ترقیات جلدی ہوئیں۔ لیکن جب دوسرے ممالک میں اسلام پھیلا تو وہ ترقی نہ رہی اس کی یہی وجہ تھی کہ اعمال رسم و عادت کے طور پر رہ گئے ان کے نیچے جو حقیقت اور مغز تھا وہ نکل گیا۔ اب دیکھ لو مثلاً ایک افغان نماز تو پڑھتا ہے لیکن وہ اثر نماز سے بالکل بیخبر ہے۔ یاد رکھو رسم اور چیز ہے اور صلوٰۃ اور چیز۔ صلوٰۃ ایسی چیز ہے کہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے قرب کا کوئی قریب ذریعہ نہیں یہ قرب کی کنجی ہے اسی سے کشوف ہوتے ہیں اسی سے الہامات اور مکالمات ہوتے ہیں یہ دعاؤں کے قبول ہونے کا ایک ذریعہ ہے لیکن اگر کوئی اسکو اچھی طرح سے سمجھ کر ادا نہیں کرتا تو وہ رسم اور عادت کا پابند ہے اور اس سے پیار کرتا ہے جیسے ہندو گنگا سے پیار کرتے ہیں۔ ہم دعاؤں سے انکار نہیں کرتے بلکہ ہمارا تو سب سے بڑھ کر دعاؤں کی قبولیت پر ایمان ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ فرمایا ہے ہاں یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے نماز کے بعد دعا کرنا فرض نہیں ٹھیرا دیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی التزامی طور پر مسنون نہیں ہے آپ سے التزام ثابت نہیں ہے اگر التزام ہوتا اور پھر کوئی ترک کرتا تو یہ معصیت ہوتی۔ تقاضائے وقت پر آپ نے خارج نماز میں بھی دعا کر لی۔ اور ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ آپکا سارا ہی وقت دعاؤں میں گذرتا تھا لیکن نماز خاص خزینہ دعاؤں کا ہے جو مومن کو دیا گیا ہے اس لیے اسکا فرض ہے کہ جب تک اسکو درست نہ کرے اور طرف توجہ نہ کرے کیونکہ جب نفل سے فرض جاتا رہے تو فرض کو مقدم کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص ذوق اور حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو پھر خارج نماز میں بے شک دعائیں کرے ہم منع نہیں کرتے ہم تقدیم نماز کی چاہتے ہیں اور یہی ہماری غرض ہے مگر لوگ آجکل نماز کی قدر نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے بہت بعد ہو گیا۔ مومن کے لیے نماز معراج ہے اور وہ اس سے ہی اطمینان قلب پاتا ہے۔ کیونکہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور اپنی عبودیت کا اقرار۔ استغفار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود غرض وہ سب امور جو روحانی ترقی کے لیے ضروری ہیں موجود ہیں ہمارے دل میں اس کے متعلق بہت سی باتیں ہیں جنکو الفاظ پورے طور پر ادا نہیں کر سکتے بعض سمجھ لیتے ہیں اور بعض رہ جاتے ہیں مگر ہمارا کام یہ ہے کہ ہم تھکتے نہیں کہتے جاتے ہیں جو سعید ہوتے ہیں اور جنکو فراست دی گئی ہے وہ سمجھ لیتے ہیں

سائل۔ ایک شخص نے رسالہ لکھا تھا کہ ساری نماز اپنی ہی زبان میں پڑھنی چاہیے

حضرت اقدس۔ وہ اور طریق ہوگا جس سے ہم متفق نہیں قرآن شریف بابرکت کتاب ہے اور رب جلیل کا کلام ہے اسکو چھوڑنا نہیں چاہیے ہم نے تو ان لوگوں کے لیے دعاؤں کے واسطے کہا ہے جو امی ہیں اور پورے طور پر اپنے مقاصد عرض نہیں کر سکتے انکو چاہیے کہ اپنی زبان میں دعا کر لیں۔ ان لوگوں کی حالت تو یہاں تک پہونچی ہوئی ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ فتح محمد ایک شخص تھا اس کی عمر بہت بڑی ہو گئی تھی اس نے کلمہ کے معنے پوچھے تو اسکو کیا معلوم تھا کہ کیا ہیں اُس نے بتائے۔ تو اُس عورت نے پوچھا کہ محمد مرد تھا یا عورت تھی جب اُسکو بتایا گیا کہ وہ مرد تھا تو وہ حیرت زدہ ہو کر کہنے لگی کہ پھر کیا میں اتنی عمر تک بیگانے مرد ہی کا نام لیتی رہی؟۔

یہ حالت مسلمانوں کی ہو گئی ہے۔

خطبہ

جمعہ ۱۷ اکتوبر کو حضرۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ نے پڑھا

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ الی الرکوع

محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جنکو حضور کی معیت نصیب ہوئی۔ اُن میں دو بڑی عظیم الشان صفات ہیں کفار کے مقابلہ میں بڑے شدید ہیں اور آپس میں بڑے رحیم ہیں۔

اس آیت میں غور کرنے سے بڑے بڑے سبق ملتے ہیں۔ دنیا میں جو قوم خدا تعالےٰ کی برکات اور امداد کو حاصل کرتی ہے خواہ سیاسی اور تمدنی امور میں یا دینی اور روحانی مطالب میں غرض ان مقاصد اور اغراض کی تکمیل اور ان برکات اور امداد کے حصول کی راہ بیان کی گئی ہے یاد رہے کہ جو قوم ایسی قوۃ قلبی اور شجاعت رکھتی ہے کہ دوسری قومیں (جو اس سے مخالف ہیں خواہ وہ ہزاروں ہی کیوں نہ ہوں) اسپر اپنا اثر نہ ڈال سکیں ضروری ہے کہ وہ قوم آپس میں رحیم کریم ہو۔ اور ہر ایک اخ کو بے تحتہ ہو۔ اپنے بھائی کے مقابلہ میں نیر سے کسی فرد کو نخوت و تکبر نہ ہو۔ یہی ایک صفت ہے جو قوم کو دوسروں کے اثر سے متاثر ہونے سے بچا لیتی ہے؟ یا یوں کہو کہ اگر کوئی قوم ایسے افراد کا مجموعہ ہو کہ جن میں باہم رفق و کسب اور رحم و مروت اس درجہ پر ہو کہ حقیقی اخوت کے تمام آثار اسمیں پائے جائیں تو یہ ضروری ہوگا کہ وہ قوم اپنے مخالفوں کے اثر سے متاثر نہ ہو

اسباب کو ہمیشہ حضور دل سے یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم نے ہر ایسی بات بیان کی ہے جو قوم کو قوم بنانے کے لیے ضروری ہے اور جس سے سچی فلاح اور اصلاح قوم کی ہو سکتی ہے اور ان ذرائع اور طرق میں سے یہ بھی ایک ضروری راہ ہے کہ قوم میں قوم بننے والا **مصلح** اپنی ایسی تاثیر ڈالے کہ اس سے وہ ایسی قوی انقلاب ہو جاوے کہ دوسروں کا اثر ہی اسپر نہ ہو سکے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کتنی قوۃ قدسی اور کمال تاثیر ہے کہ آپ نے ایک ایسی قوم بنائی جس کے یہ دو عظیم الشان صفات کہ وہ آپس میں رحیم کریم اور کفار پر شدید ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود بیان فرماتا ہے۔

قرآن شریف کے اس طرز بیان اور ترتیب پر غور کرنے سے یہ ذوق اور لطف اور بھی بڑھ جاتا ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کیسا کامل اور مزکی انسان تھا اللہ تعالےٰ قادر تھا کہ وہ اس آیت کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شروع فرماتا مگر یہ کیا راز ہے جو محمد رسول اللہ سے شروع کیا؟ خدا تعالیٰ کی حکیم اور مجید کتاب جو ہر لغت کے استعمال میں ایک سچا اور زندہ سائنس اور فلسفہ رکھتی ہے اس نے محمد رسول اللہ کہنے میں اس امر کیطرف صریح اشارہ کیا ہے کہ **کامیابی کے لیے محمدی قوم ہونا چاہیے** یا بتغیر الفاظ یوں کہو کہ محمدی قوم ہی کامیاب ہوگی **محمدی قوم کیونکر بن سکتی ہے؟** اس قوم کے ہر ہر فرد کی ہر حرکت و سکون قابل حمد ہو۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیوں کامیاب ہوئے اس لیے کہ وہ محمد تھے (صلے اللہ علیہ وسلم) محمدیت کی فطرۃ میں ہے کہ وہ کامیاب ہو۔ یہی قوم اپنے اندر اس قوت اور اثر کو لیتی ہے ضرور ہے کہ وہ کامیاب ہو اسی لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو **اسوۂ حسنہ** قرار دیا گیا ہے۔

دنیا کی قدیم تاریخ پڑھو اور قوموں کے زوال کے اسباب مطالعہ کرو معلوم ہوگا کہ جب کوئی قوم محمدیت سے الگ ہوئی اور اُس نے خدا تعالےٰ کی صفات کا جا بجا کو اُنکی بے عزتی کی اور اپنے افعال اور اعمال سے خدا کی حمد نہ کی اور اسطرح جو اس قوم میں محمدیت کا اثر نہ رہا اسپر ہلاکت آئی ہے بابل جیسے قدیم شہر جس میں کئی لاکھ انسان رہتے تھے فسق و فجور کے باعث ہلاک ہوگئے بغداد جو مستعصم باللہ کے زمانہ میں بڑا بارونق شہر اور عروس دنیا کہلاتا تھا جب اسے ہلاکو خان نے ایک رافضی ملا کے اشارہ سے تباہ کیا اور ۱۸ لاکھ علما فضلا ہلاک ہوئے اسوقت اُنکی کیا حالت تھی؟ فسق و فجور تعیش اور شہوۃ البطن اور حیوانی اور بہیمی خواہش ایسی غالب ہو گئی تھیں کہ وہ بالطبع چاہتی تھیں کہ ان پر تباہی آوے دہلی کے قلعہ کی جب تباہی ہوئی۔ اسوقت ایسی ہی حالت تھی صلحا کل گئے تھے اور یہانتک بدکاری اور حرامکاری پھیل گئی تھی کہ شہزادے غیر عورتوں سے اور اپنی عورتیں غیر مردوں سے سیاہ کاری کرتی تھیں ایسی حالت میں خدا کا غضب بھڑکا اور اُنہیں تباہ کر دیا۔ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کا نظام حق و حکمت پر بنایا ہے اور زمین کبھی بھی زنا کی برداشت نہیں کر سکتی جب یہ سیاہ کاری اپنی نسبت حد سے گذرنے لگتی ہے تو وہ اپنا تختہ الٹ جاتی ہے اور خدا تعالیٰ تباہی کی کوئی صورت پیدا کر دیتا ہے غرض محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جو شروع کیا اسمیں اشارہ مقصود تھا کہ **محمدیت ہی کامیاب ہوگی** محمد کے معنی ہیں جو بڑا احمد کیا گیا ہے کاش عیسائی اس لفظ ہی میں غور کرتے اگر وہ خدا کو مرید بالارادہ اور مشیت پر سچا حکم نافذ کرنیوالا مانتے اور عجز و ناتوانی سے پاک اسکی صفات کو یقین کرتے تو محمد نام ہی ہزاروں براہین صداقت اپنے اندر رکھتا تھا کیونکہ اس نام میں ہزاروں ہزار پیشگوئیاں موجود ہیں منجملہ اُن کے کیا یہ کم پیشگوئی ہے کہ آج روئے زمین پر ۹۵ کروڑ انسان ہر وقت اور ہر آن اللھم صل علی محمد و آل محمد و بارک وسلم پڑھتے ہیں۔ دنیا میں کسی انسان کا نام لو

اطلاع حکیم فضل الدین صاحب مندرجہ ذیل اطلاع شائع کرتے ہیں (۱) بعض پیکٹ جو پیڈ روانہ کیے جاتے ہیں ڈاک خانہ کی غفلت کی وجہ سے گم ہو جاتے ہیں۔ جنکا بوجھ دفتر پر پڑتا ہے

جسکی اسقدر حمد کی گئی ہو؟ اور کیجاتی ہو
کیا یہ ناگہانی اور اتفاقی باتیں ہیں خدا
تعالے مدبر بالارادہ ہے اور اسکا نظام
حکیمانہ ہے اسکا علم تام اور کامل ہے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
جو اپنے زمانہ میں اپنے ہمعصروں کے
سامنے یہ کہا وقد لبثت فیکم
عمرًا یہ کیسی قوت اور احساس شوکت
اور احساس بصیرت سے کہا ہے یعنی میں
چالیس برس تک تمہاری ہی آزاد اور باغی
سوسائٹی میں (جسمیں عرفاً کوئی بدی مخفی
جو نہو اور جو بڑی بیباکیوں اور دلیریوں
اور عرفی مشارٌ الیہ بدیوں کا مجموعہ تھی)
رہا ہوں اور پھر کس شوکت اور بصیرت سے
کہتے ہیں افلا تعقلون تم کیوں عقل نہیں
کرتے

کیا ایسا پر شوکت دعویٰ (جس میں معنی
کی راستبازی اور اسکی پاک اور بے لوث زندگی کا
زبردست ثبوت اور قلبی احساس ہے) کرنا آسان
ہے؟ بڑے بڑے ظالم نکتہ چیں بھی آپکو الامین
اور المامون کہتے تھے اپنے ہمعصروں کے ساتھ
اپنی پاک اور بے لوث زندگی کا دعویٰ کرنا اور
انکا اسپر کوئی حرف نہ رکھ سکنا یہ کوئی چھوٹی
سی بات نہیں؟ اگر خدا ترس دل لیکر کوئی
غور کرے تو آپکی عصمت اور مطہر اور مزکی
ہونیکی زبردست دلیل ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایکبار ایک صحابی نے
ایک شخص کو مخنث پرست اور مذمم کرتے سنا
اُسنے آکر حضور میں عرض کیا فرمایا انا محمّد
هُوَ مُذَمَّمٌ ۔ آہا؟ محمد کیسا پیارا
نام ہے پہلی قوم اس قوم اور سب کرنیوالے
نے بھی محمد کہہ دیا جسکی بات بات میں حسن
اور جس کے سراپا میں کوئی عیب نہیں ہو پھر اسکا
ذم کیا تو اپنا ذم کیا ۔ یہ بڑے غور کی بات ہے
کہ آپکے ہمعصر دشمنوں کی سوسائٹی آپکو الامین
المامون اور المحمد کہتی ہے تو پھر کیا یہ خوبی
خدا ہی کو سوجھتا ہے کہ وہ آپکی ذم کرے؟
مجھے عیسائیوں کی گندہ اور سفلہ
باتوں پر جیسے افسوس ہوا ہے کہ یہ کیسی
سوسائٹی ہے جسکا کام ذم کے سوا اور
کچھ نہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرکے
کہتا ہوں کہ جب سے میں نے انکی کتابیں پڑھی ہیں

میں بڑی بصیرت کے ساتھ داور
اس بصیرت میں حضرت امام کے سبب سے
بہت بڑی ترقی ہوئی) اس نتیجہ پر پہونچا
ہوں۔ کہ اس قوم سے بڑھ کر کوئی بیوقوف
اور نادان قوم نہیں ہو سکتی۔ میں سچ کہتا ہوں
کہ انکی نکتہ چینیوں اور اعتراضوں کو دیکھکر
مجھے ان کے منطق اور فلسفہ پر بھی اعتبار
نہیں رہا۔ میں بیشک انکی دانشمندی
اور زیرکی کا قائل ہو جاتا۔ اگر یہ قوم محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول
کر لیتی۔ کیونکہ آپکی صداقت اور سچائی
ایسی روشن اور واضح ہے کہ بجز ایسے احمق
اور نادان و نابینا کے جو روز روشن میں
بھی آفتاب کو نہیں دیکھ سکتا کوئی اس سے
انکار نہیں کر سکتا۔ پھر یہ قوم جب انکار کرتی
ہے تو اسکی دانشمندی اور زیرکی کا قائل
ہونا اپنی حماقت اور نادانی کا ثبوت دینا ہے
مادی دنیا کے کیڑے انکی مشینوں اور
اور انجنوں کو دیکھکر حیران ہو جاتے
ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ مشینیں اور یہ
انجن ان رہٹوں اور بیلنوں سے
بڑھ کر نہیں ساری مشینوں کا رانا ایک
ہی ہے۔ مادی باتوں پر دھوکا مت
کھاؤ۔ علوم صحیحہ کو پانا اور حقائق الاشیا
کو حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ کو جمیع صفات
کاملہ سے موصوف ماننا (جیسا کہ انبیاء
علیہم السلام نے آدم سے لیکر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم تک تعلیم دی اور
اسوقت خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے
سمجھایا اور دکھایا ہے کہ وہ لم یلد ولم
یولد ہے حدوث اور تغیرات سے پاک
ہے مار کھانے اور اپنا عجز دکھانے سے
مبرا ہے لا تدرکه الابصار اس کی
صفت ہے غرض وہ ایسا خدا ہے جو انسانی
فطرت چاہتی ہے اور جسکو قرآن شریف
نے الحمد للہ کہکر پیش کیا ہے) ایک
الگ امر ہے اور مادی اشیاء پر مرمٹنا
دوسری بات۔ انمیں اتنا ہی فرق ہے
جتنا آسمان اور زمین میں ہے۔ محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انسان کو آسمانی بناتا ہے اور یہ مادہ پرست
زمینی

غرض محمد کا لفظ اس آیت کے شروع
میں رکھکر یہ ترغیب دیتا ہے کہ جو قوم
آپ کی معیت میں طیار ہوتی ہے اسمیں
میں محمدیت ہونی چاہیئے۔ اور اسکی
دو نشانیں لازم ہیں غیر قوموں کے
مقابل شدید ہوں یعنی ان کے اثر سے
متاثر نہوں۔ اور آپسمیں رحیم ہوں۔
یاد رکھو کہ کوئی قوم قوم نہیں بن سکتی
جبتک آپسمیں رحیم نہو۔ اور یہ رنگ
انمیں نہیں آسکتا جبتک کہ محمدیت
کے رنگ سے رنگین نہ ہو اور محمدیت
تب پیدا ہوتی ہے کہ وہ قوم جو قوم بنا
چاہتی ہے محمد کی معیت میں ہو۔

اسوقت خدا تعالیٰ نے اپنا فضل اور
کرم کیا ہے ہماری جماعت کو خصوصیت
کے ساتھ اس آیت میں غور کرنی چاہیئے
کیونکہ خدا تعالیٰ نے پھر محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو اپنے وعدہ کے موافق
بھیجا ہے جیسا کہ سورہ جمعہ میں کہا گیا تھا
و اخرین منهم لما یلحقوا بهم
یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک تو
صحابہ کو بلا واسطہ مزکی اور مطہر کرنے
والے ہیں اور ایک اور قوم آنیوالی ہے
اس کے معلم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہی ہوں گے تمام محدثین نے
بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ آخرین منہم
مسیح موعود کی جماعت ہے۔ اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ہی اس جماعت کے بھی
معلم ہیں جیسا کہ اس آیت سے صاف
معلوم ہوتا ہے اسلیے یہ بات بالکل
صاف ہے کہ مسیح موعود رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا بروز ہے اور
ظل ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حدیثوں
میں بھی دونوں زمانے مبارک ٹھہرائے
گئے ہیں آنحضرت کا زمانہ مہدی کا زمانہ
جو وہ بھی آپ ہی کا زمانہ ہے۔ غرض
اسوقت خدا تعالیٰ نے مقدر کیا ہوا
تھا کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا غلام ہو کر آپ ہی کی چادر
کے نیچے سے برآمد ہو اور پھر وہ
محمدیۃ قائم کرے۔
چنانچہ اسطرح بلا تفاوت ہوئے

نیم شبی دعاؤں اور گدازش سے بھری ہوئی آہ ہو ہماری جماعت کے حق میں قبول کرے اور ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ان صفات سے موصوف کرے جو
واقعی قوم بننے کے لیے ضروری ہیں آمین

ندوة العلما کا نواں اجلاس
اور
سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ

الحکم کے ناظرین کو ان اشتہارات کے ذریعہ جو وقتاً فوقتاً اراکین ندوہ کیطرف سے الحکم میں شائع ہوئے اتنا معلوم ہو چکا ہے کہ امسال ندوة العلما کا سالانہ جلسہ جو نواں جلسہ تھا ۹-۱۰-۱۱ اکتوبر امرتسر منعقد ہونیوالا تھا جو ان معتبر تاریخوں پر ہوا۔ گذشتہ اجلاس کی تقریب پر ندوہ نے ہمارے سید و مولیٰ امام علیہ السلام کو بھی مدعو کیا تھا مگر آپ کیطرف سے ایک مبسوط خط تبلیغ کیطور پر مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے بھیجے الحکم ۱۷ دسمبر ۱۹۰۱ء کو شائع کر دیا تھا جسکا کوئی جواب ندوہ کیطرف سے نہیں دیا گیا تھا۔

رسل مسیح موعود ندوہ کے جلسہ پر

امسال امرتسر ہونیوالے اجلاس پر خاکسار ایڈیٹر الحکم کو مدعو کیا گیا تھا اور بعض خطوط اور اشتہار اس قسم کے شائع کیے گئے تھے اور بھیجے گئے تھے جنہیں حضرت مسیح موعود کو جلسہ ندوہ پر ندوہ کے نادان دوستوں نے اگر فیصلہ مسائل متنازعہ کی دعوة کی تھی اس لیے بھی اور تبلیغ کے لحاظ سے بھی حضرت نے مناسب سمجھا کہ ایک وفد اس تقریب پر ندوہ کے جلسہ پر بھیجا جاوے چنانچہ جیسا کہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب کی صدارت پر مسیح موعود کے رسل اس موقع پر تبلیغ کے لیے ۹ اکتوبر کی صبحکو دار الامان سے روانہ ہوئے۔ ہم ناظرین کو تمام کوائف سے مطلع کرنے کے لیے ساری رویداد کو تفصیلی طور پر لکھیں گے۔

ہماری روانگی

۹ اکتوبر کی صبحکو ہمارا قافلہ بصدارت حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امرتسر کو روانہ ہوا اور ۱۰ بجے کے بعد ہم امرتسر سٹیشن پر پہنچے۔

ندوہ کے والنٹیر اور ہم

جب ہم ریلوے سٹیشن پر پہنچے تو چند نوجوان لڑکے جنکی ڈیوٹی یہ قرار دی گئی تھی کہ وہ ریلوے سٹیشن سے ندوہ میں شریک ہونیوالے مہمان کو اسلامیہ سکول کی بلڈنگ میں (جہاں یہ جلسہ ہونیوالا تھا) لے جائیں یہ سب نوجوان ندوہ کے والنٹیر کہلاتے تھے اور ان کے سینہ پر "خادم ندوہ" کے بیج لگے ہوئے تھے۔ گاڑی سے اترتے ہی یہ لوگ ہم سے ملے اور انھوں نے ہم میں سے ہر واحد سے پوچھنا شروع کیا کہ "کیا آپ ندوہ کے مہمان ہیں" مگر ہماری طرف سے انکو یہ جواب دیا گیا کہ ہم ندوہ کے مہمان نہیں بلکہ ندوہ کو دعوت کرنے کے لیے آئے ہیں اور اس لحاظ سے میزبان ہیں۔ غرض پلیٹ فارم سے نکل کر ہم باہر آئے اور ہمارے امیر جناب مولوی سید محمد احسن صاحب کے ایما اور مشورہ سے یہ قرار پایا کہ سب سے اول یہ کام کرنا چاہیے کہ حافظ محمد یوسف صاحب اور سکرٹری ندوة العلما کو دو رجسٹرڈ خط روانہ کیے جاویں چنانچہ مندرجہ

ہماری کارروائی

ذیل دو خط امرتسر کے بڑے ڈاکخانہ میں رجسٹری کرا کر بھیجے گئے

پہلا خط سکرٹری ندوہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی - بخدمت جناب سکرٹری صاحب ندوة العلما - السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ میں اس رجسٹری شدہ چٹھی کے ذریعہ آپکو ضروری امر کیطرف توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ حافظ محمد یوسف نے بذریعہ ایک اشتہار ندوة العلما کے اجلاس پر ہمیں فیصلہ کے لیے مدعو کیا ہے اور ایسا ہی مولوی احمد حسن ایڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ نے بذریعہ خط کے ہمیں مدعو کیا ہے کہ ندوة العلما کے جلسہ پر علماء ندوہ کے سامنے مسائل متنازعہ کا فیصلہ کیا جاوے مگر ندوہ کیطرف سے کوئی خاص چٹھی ہمیں اس امر کے متعلق نہیں ملی کہ انھوں نے حافظ محمد یوسف کے اشتہار کے موافق یا شحنہ ہند کے ایڈیٹر کے خط کے مطابق اس معاملہ میں فیصلہ کرنے کا کوئی رزولیوشن پاس کیا ہے یا نہیں۔ اور وہ اس کام کے لیے طیار ہے یا نہیں اسلیے ہم آپکو بذریعہ رجسٹرڈ خط کے ذریعہ تکلیف دیجاتی ہے کہ آپ بواپسی ڈاک اطلاع دیں کہ ندوہ کے کون کون سے علما اس کام کے لیے منتخب کیے گئے ہیں یا ندوہ نے انکو کوئی اجازت اسموقع پر ایسا فیصلہ کرنیکی نہیں دی اُمید ہے کہ آپ اصل معاملات سے اطلاع دینگے اور ان رزولیوشنز کی نقل بھی بھیج دینگے جو اس کے متعلق ندوہ نے پاس کیے ہیں۔ خاکسار مع ایک جماعت علما کے آج ۱۰ بجے امرتسر پہنچ گیا ہوں ندوہ کے اجلاس کے اختتام تک یہاں قیام کرے گا جواب آج ہی ملنا چاہیے خاکسار سید محمد احسن امروہی ۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء ۱۰ بجے دن کے۔

دوسرا خط حافظ محمد یوسف کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی - حافظ محمد یوسف صاحب السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ما بعد شکر و دعا۔ آپکا ایک اشتہار بغرض فیصلہ بتقریب جلسہ ندوة العلما شائع ہوا اور ہمیں ملا ہے۔ اس اشتہار کے موافق خاکسار مع ایک جماعت علما کے اس موقع پر محض خدا تعالیٰ کے لیے ایک ضروری امر کے فیصلہ کے لیے یہاں امرتسر آ گیا ہے اسلیے خط مختصراً بطریقہ رجسٹری آپکو بھیجا جاتا ہے کہ آپ بواپسی ڈاک اطلاع دیں کہ ندوة العلما کے کون کون سے عالم اس فیصلہ کے لیے آپ نے منتخب کیے ہیں تاکہ شرائط کے تصفیہ کے بعد اصل مضمون کے متعلق فیصلہ ہو جاوے اور اپنے اشتہار کی صداقت کے لیے ندوة العلما کی اس چٹھی یا رزولیوشن کی نقل بھی ارسال کریں جس کے رو سے آپنے اس جلسہ پر فیصلہ کے لیے ہمیں مدعو کیا ہے کیونکہ ندوہ کی اجازت اور منظوری بغیر ہمیں امید نہیں کہ آپ نے ایسا کیا ہو اور کیونکہ ندوة العلما کو ہمنے آپکے اشتہار کے موافق اپنا مخاطب سمجھا ہے۔ اس خط کا جواب آپ میاں حبیب اللہ صاحب مختار عدالت کے مکان کٹرہ جیمل سنگھ امرتسر کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشتہار

عموماً دیکھا گیا ہے کہ بیرونجات سے اکثر مریض جو کسی وجہ سے قادیان نہیں پہنچ سکتے حضرت مولانا و مرشدنا حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب کو اپنے مقام پر بلا کر علاج کرانے کی درخواست کرتے ہیں چونکہ صاحب ممدوح بباعث اہم مقاصد دینی کے دار الامان سے ایک لحظہ کے لیے بھی باہر جانا گوارا نہیں کرتے اسلئے طلبگار محروم رہتے ہیں خاکسار نے اس دقت کے رفع کرنے کے لیے صاحب ممدوح سے یہ اجازت حاصل کی ہے کہ ایسے لوگوں کے طلب کرنے پر بفضلہ تعالیٰ حسب اقتضائے حال و حیثیت مریض ان کے پاس پہونچکر معالجہ کروں اور ضرورت کے وقت بعد اطلاع وہی اسباب علاج مرض حضرت ممدوح سے اصلاح بھی حاصل کرتا رہوں۔

میںنے تعلیم طب حضرۃ ممدوح سے حاصل کرنے کے بعد ایک عرصہ تک زیر نگرانی اور کئی سال علیحدہ بھی فن میں بکامیابی تجربہ حاصل کیا - خدا کے فضل سے میرے طرز علاج کو عام پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ہے - میرے بیان مندرجہ بالا کی تصدیق مولانا ممدوح کی تصدیق سے ظاہر ہے -

میںنے یہ بھی التزام کیا ہے کہ مریض کے مفصل حالات لکھکر بھیجنے اور سمجھنے پر اسکی درخواست پر خود مجرب دوائی طیار کرکے بذریعہ وی پی ارسال کردیا کرونگا

خاکسار محمد دین طبیب - گوجرانوالہ -
دروازہ کھیالی۔

تصدیق

میں تصدیق کرتا ہوں کہ حکیم محمد الدین صاحب کا اشتہار راستبازی پر مبنی ہے

نور الدین - از قادیان ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء

توسیع مکان کا چندہ

حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض نے کشتی نوح کے آخر میں جو اعلان چندہ توسیع مکان کیلیے دیا ہے اسپر ہماری جماعت کو بہت جلد توجہ کرنی چاہیے - حضرۃ چاہتے ہیں کہ یہ مکان نومبر میں بالکل طیار ہوجاوے - یوماً فیوماً طاعون ملک میں بڑھ رہی ہے اور جس غرض کیلیے یہ مکان طیار کیا جاتا ہے وہ اسیصورت میں پوری ہوسکتی ہے کہ جب یہ عمارت ختم ہو دو ہزار روپے کا تخمینہ کیا گیا ہے جسمیں قادیان کی جماعت میں سو روپے سے زائد چندہ ہوگیا ہے اب ۱۹۰۰ روپے کی ضرورت ہے جو دو ہفتہ کے اندر اندر ہونا چاہیے حضرۃ کے مقاصد کی تکمیل اور اپنے امام کے فرمان کی تعمیل میں شوق سے حصہ لینے والے احباب جلدی کریں چندہ مولوی عبد الکریم صاحب کے نام قادیان آنا چاہیے اور کوپن منی آرڈر پر چندہ توسیع مکان لکھدیا جاوے - مناسب سمجھا گیا ہے کہ الحکم کے ذریعہ بھی رسید ملتی رہیگی یہ اطلاع حضرۃ اقدس کے حکم اور ایما سے لکھی گئی ہے اسلیے اسکو معمولی تحریک نہ سمجھا جاوے +

قبر مسیح کے اعلان کی اشاعت میں اعانت

گذشتہ ہفتہ اس اعلان کی اشاعت کیلیے ہم نے چندہ کی تحریک کی ہے یہ اشتہار بھی چونکہ بہت جلد روانہ ہونا ضروری ہے اسلیے اسطرف بھی بہت جلد توجہ کی ضرورت ہے - جسقدر پیکٹ کوئی شخص اپنے خرچ سے روانہ کرانا چاہتا ہے وہ ۲ آنہ فی پیکٹ کے حساب سے بہت جلد بخدمت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے پاس قادیان میں بھیجدے اسقدر مختصر تحریر ہمارے نزدیک حقائق پسند قوم کے لیے کافی ہے۔

ہماری اپنی گذارش

جن احباب کے ذمہ الحکم کی کسی قدر بھی قیمت باقی ہے وہ اپنی جگہ الحکم کا وی پی لینے میں کوئی عذر نہیں رکھتے ہونگے - نومبر کے آخر تک سنہ ۱۹۰۲ء کا سارا حساب بیباق ہونا چاہیے - اور اسوقت تک جب بقایا کی فردیں طیار ہوئی ہیں تو معلوم ہوا ہے کہ قریباً ایکہزار روپیہ سنہ ۱۹۰۲ء کے آخر تک ہمارے خریداروں کے ذمہ مد بقایا میں ہیں - جبکہ بوجہ تغیر دفتر الحکم ہماری قوم کا عزیز ترین خادم الحکم کئی سو روپیہ کا زیر بار ہے وہ اسکی ضرورتوں کو محسوس کرکے اسکا واجب الطلب روپیہ کا وی پی لینے میں کوئی تامل نہ کریں گے یہ سلسلہ وی پی کا جاری ہے اگر کسی صاحب کو اپنے حساب میں کوئی غلط فہمی ہو تو وہ وی پی امانت میں رکھکر تصفیہ کرلیں - مگر وی پی واپس نہ کریں جس سے مطبع کو دو چند زیر بار ہونا پڑتا ہے - ہماری یہ آخری اطلاع صفائی حساب کے لیے ہے - الحکم کی ترقی اور بہتری کے لیے آئیندہ اشاعت میں ہم ایک سرکلر لیٹر انشاء اللہ شائع کرینگے - ایڈیٹر +

کتاب آیات الرحمٰن جو حضرۃ اقدس کے ارشاد کے بموجب، عصائے موسیٰ کے جواب میں حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی سلمہ اللہ نے تحریر فرمائی ہے طیار ہے خاکسار سراج الحق نعمانی سے ایک روپیہ قیمت میں مل سکتی ہے - اسکی خریداری میں جلد توجہ ہونی چاہیے +

(انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی شایع ہوا)

بہت دل مت لگاؤ۔ قومی مخرمت کرو کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو خاوندوں سے وہ تقاضے مت کرو جو اُن کی حیثیت سے باہر ہیں کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاکدامن ہونیکی حالت میں قبروں میں داخل ہو خدا کے فرائض نماز زکوۃ وغیرہ میں سستی مت کرو اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو بہت سا حصہ اُن کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے سو تم اپنی اس ذمہ واری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بیجا طور پر خرچ نہ کرو۔ خیانت نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ گلہ نہ کرو ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے۔

خاتمہ

یہ تمام نصائح جو ہم لکھ چکے ہیں اس غرض سے ہیں کہ تا ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے خوف سے ترقی کرے اور تا وہ اس لائق ہو جاویں کہ خدا کا غضب جو زمین پر بھڑک رہا ہے وہ ان تک نہ پہونچے اور تا ان طاعون کے دنوں میں وہ خاص طور پر بچائے جائیں سچی تقویٰ

آہ بہت ہی کم ہے سچی تقویٰ!

خدا کو راضی کر دیتی ہے اور خدا نہ معمولی طور پر بلکہ نشان کے طور پر کامل متقی کو بلا سے بچاتا ہے ہر ایک مکار یا نادان متقی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر متقی وہ ہے جو خدا کے نشان سے متقی ثابت ہو۔ ہر ایک کہہ سکتا ہے کہ میں خدا سے پیار کرتا ہوں۔ مگر خدا سے پیار وہ کرتا ہے جسکا پیار آسمانی گواہی سے ثابت ہو۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ میرا مذہب سچا ہے مگر سچا مذہب اُس شخص کا ہے جسکو اسی دنیا میں نور ملتا ہے۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ مجھے نجات ملے گی مگر اس قول میں سچا وہ ہے جو اسی دنیا میں نجات کے انوار دیکھتا ہے۔ سو تم کوشش کرو کہ خدا کے پیارے ہو جاؤ تا تم ہر ایک آفت سے بچائے جاؤ۔ کامل متقی طاعون سے بچایا جائیگا کیونکہ وہ خدا کی پناہ میں ہے سو تم کامل متقی بنو جو کچھ خدا نے طاعون کے بارے میں فرمایا تم سن چکے ہو وہ ایک غضب کی آگ ہے پس تم اپنے تئیں اُس آگ سے بچاؤ۔ جو شخص سچے طور پر مجھے پیروا کرتا ہے اور کوئی خیانت اُسکے اندر نہیں اور نہ کسل اور نہ غفلت ہے اور نہ نیکی کے ساتھ بدی کو جمع رکھتا ہے وہ بچایا جائے گا لیکن وہ جو اس راہ میں سُست قدم چلتا ہے اور تقویٰ کی راہوں میں پورے طور پر قدم نہیں مارتا یا دنیا پر گرا ہوا ہے وہ اپنے تئیں امتحان میں ڈالتا ہے ہر ایک پہلو سے خدا کی اطاعت کرو اور ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اُس کے لیے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ سلسلہ کے مصارف کے لیے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ادا کرے کیونکہ علاوہ لنگر خانہ کے اخراجات کے دینی کارروائیاں بھی بہت سے مصارف چاہتی ہیں صدہا مہمان آتے ہیں مگر ابھی بوجہ عدم گنجایش مہمانوں کے لیے آرام دہ مکان میسر نہیں جیسا کہ چاہیے۔ چارپائیوں کا انتظام نہیں توسیع مسجد کی ضرورتیں بھی پیش ہیں تالیف اور اشاعت کا سلسلہ بمقابل مخالفوں کے نہایت کمزور ہے۔ عیسائیوں کی طرف سے پچاس ہزار رسالے اور مذہبی پرچے نکلتے ہیں ہماری طرف سے بالالتزام ایک ہزار بھی ماہ بماہ نکل نہیں سکتا یہی امور ہیں جنکے لیے ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیے تا خدا تعالیٰ بھی انھیں مدد دے اگر بلا ناغہ ماہ بماہ اُنکی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو تو وہ اُس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کرکے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے ہر ایک شخص کا صدق اُسکی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کیلیے اور دین کی اغراض کیلیے خدمت کا وقت ہے اسوقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا چاہیے کہ زکوۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوۃ بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے اور بہرحال صدق دکھاوے تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے کیونکہ یہ انعام اُن لوگوں کے لیے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوے ہیں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر جو روح القدس کی تجلی ہوئی تھی وہ ہر ایک تجلی سے بڑھ کر ہے روح القدس کبھی کسی نبی پر کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا اور کبھی کسی نبی یا اوتار پر گائے کی شکل پر ظاہر ہوا اور کسی پر کچھوہ یا مچھ کی شکل پر ظاہر ہوا اور انسانی شکل کا وقت نہ آیا جب تک انسان کامل یعنی ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوگئے تو روح القدس بھی آپ پر بوجہ کامل انسان ہونے کے انسان کی شکل پر ہی ظاہر ہوا اور چونکہ روح القدس کی قوی تجلی تھی جس نے زمین سے لے کر آسمان کا افق بھر دیا تھا اس لیے قرآنی تعلیم شرک سے محفوظ رہی لیکن چونکہ عیسائی مذہب کے پیشوا پر روح القدس نہایت کمزور شکل میں ظاہر ہوا تھا یعنی کبوتر کی شکل پر اس لیے ناپاک روح یعنی شیطان اس مذہب پر غالب ہو گیا اور اس نے اپنی عظمت اور قوت مستقرہ دکھلائی کہ ایک عظیم الشان اژدہا کیطرح حملہ آور ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے عیسائیت کی ضلالت کو دنیا کی سب ضلالتوں سے اول درجہ پر شمار کیا ہے اور فرمایا کہ قریب ہے کہ آسمان و زمین سب پھٹ جائیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں کہ زمین پر

یہ ایک بڑا گناہ کیا گیا کہ انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا بنایا اور قرآن کے اول میں بھی عیسائیوں کا رد اور انکا ذکر ہے جیسا کہ آیت ایاک نعبد اور ولا الضالین سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن کے آخر میں بھی عیسائیوں کا رد ہے جیسا کہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن کے درمیان بھی عیسائی مذہب کے فتنہ کا ذکر ہے کہ جب سے دنیا ہوئی مخلوق پرستی اور دجل کے طریقوں پر ایسا زور کبھی نہیں دیا گیا اسی وجہ سے مباہلہ کے لیے بھی عیسائی ہی بلائی گئے تھے نہ کوئی اور مشرک۔ اور یہ جو روح القدس پہلے اس سے پرندوں یا حیوانوں کی شکل پر ظاہر ہوتا رہا اسمیں کیا نکتہ تھا سمجھنے والا خود سمجھ لے اور اسقدر ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ اسبات کیطرف اشارہ تھا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی انسانیت اسقدر زبردست ہے کہ روح القدس کو بھی انسانیت کیطرف کھینچ لائی۔ پس تم ایسے برگزیدہ نبی کے تابع ہوکر کیوں ہمت ہارتے ہو تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق و صفا سے حیران ہو جائیں اور تم پر درود بھیجیں۔ تم ایک موت اختیار کرو تا تمہیں زندگی ملے اور تم نفسانی جوشوں سے اپنے اندر کو خالی کرو تا خدا تعالےٰ اسمیں اُترے۔ ایکطرف سے پختہ طور پر قطع کرو اور ایک طرف سے کامل تعلق پیدا کرو خدا تمہاری مدد کرے۔

اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلیم میری تمہارے لیے مفید ہو اور تمہارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بنجاؤ اور زمین اُس نور سے روشن ہو جو تمہارے رب سے تمہیں ملے امین ثم امین یا عباد اللہ اذکرکم ایام اللہ و اذکرکم تقوی القلوب انہ من یات ربہ مجرما فان لہ جھنم لا یموت فیھا ولا یحیی فلا تخلدوا الی زینۃ الدنیا و زورھا واتقوا اللہ واستعینوا بالصبر والصلوۃ ان اللہ وملئکتہ یصلون علے النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما اللھم صل علے محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم

پیشگوئی متعلق طاعون در نظم

نشاں اگرچہ نہ در اختیار کس بودست
مگر نشاں دہم از نشاں نہ دادارم
کہ آں سعید ز طاعون نجات خواہدیافت
کہ جست وحشت پناہے بچار دیوارم
مرا قسم بخداوند خویش و عظمت او
کہ ہست ایں ہمہ از وحی پاک گفتارم
چہ حاجت ست بحث دگر ہمیں کافی
برائے آنکہ بہ شد دلش ز انکارم
اگر دروغ برآید ہر آنچہ وعدہ من
رواست گر ہمہ خیزند بہر پیکارم

درخواست چندہ برائے توسیع مکان

چونکہ آیندہ اسبات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جسمیں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں سخت تنگی واقعہ ہے اور آپ لوگ سُن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے ان لوگوں کے لیے جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا جسمیں ہمارا حصہ ہے اُسکی نسبت ہمارے شرکیب راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیدیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دیدیں میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جزو ہو سکتی ہے دو ہزار تک طیار ہو سکتی ہے چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا نہ معلوم کس کس کو اس کی بشارت کے وعدہ سے حصہ ملیگا اس لیے یہ کام بہت جلدی کا ہے خدا پر بھروسا کر کے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہیے میںنے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے مگر آیندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش نہ عورت کی اس لیے توسیع کی ضرورت پڑی والسلام علی من اتبع الہدےٰ

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

حاشیہ متعلق صفحہ ۶۹ و الحکم نمبر ۳۷

گریز ڈلا سیرا جنوبی اٹلی کے ایک مشہور اخبار نے مندرجہ ذیل عجیب خبر شائع کی ہے۔

۱۳ر جولائی ۱۹۰۲ء کو یروشلم میں ایک بوڑھا راہب مسمی تھوڈر مر جو اپنی زندگی میں ایک ولی مشہور تھا اس کے پیچھے اس کی کچھ جائیداد رہی اور گورنمنٹ نے اس کے رشتہ داروں کو تلاش کر کے انکے حوالہ دو لاکھ فرینک (ایک لاکھ پونڈ اُنتیس ہزار روپیہ) کیے جو مختلف ملکوں کے سکوں میں تھے اور اس غار میں سے ملے جہاں وہ راہب بہت عرصہ سے رہتا تھا روپے کے ساتھ بعض کاغذات بھی ان رشتہ داروں کو ملے جنکو وہ پڑھ نہ سکتے تھے۔ چند عبرانی زبان کے فاضلوں کو ان کاغذات کے دیکھنے کا موقعہ ملا تو ان کو یہ عجیب بات معلوم ہوئی کہ یہ کاغذات بہت ہی پُرانی عبرانی زبان میں تھے جب انکو پڑھا گیا تو ان میں یہ عبارت تھی

"پطرس ماہی گیر یسوع مریم کے بیٹے کا خادم اس طرح پر لوگوں کو خدا تعالےٰ کے نام میں اور اُس کی مرضی کے مطابق خطاب کرتا ہے" اور یہ خط اس طرح ختم ہوتا ہے۔

میں پطرس ماہی گیر نے یسوع کے نام میں

اور اپنی عمر کے نواں سال میں ہجرت کے
الفاظ اپنے آقا اور مولے یسوع مسیح
مریم کے بیٹے کی موت کے تین عید
فصح کے بعد (یعنی تین سال بعد)
خداوند کے مقدس گھر کے نزدیک قبر
کے مکان میں لکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔
ان فاصلوں سے یہ نتیجہ نکلا ہے
کہ یہ نسخہ پطرس کے وقت کا چلا آتا ہے
لنڈن بائبل سوسائٹی کی بھی یہی رائے
ہے اور ان کا اچھی طرح سے امتحان
کرانے کے بعد بائبل سوسائٹی اب
ان کے عوض چار لاکھ لیرا (دو لاکھ
ساٹھ سے سینتیس ہزار روپیہ) مالکوں
کو دیکر کاغذات کو لینا چاہتی ہے۔

یسوع ابن مریم کی دعا
ان دونوں پر سلام ہو
اس نے کہا

اے میرے خدا۔ میں اس قابل نہیں
کہ اس چیز پر غالب آسکوں جسکو میں
برا سمجھتا ہوں نہ میں نے اس نیکی کو
حاصل کیا ہے جس کی مجھے خواہش تھی
مگر دوسرے لوگ اپنے اجر کو اپنے
ہاتھ میں رکھتے ہیں اور میں نہیں۔ لیکن
میری بڑائی میرے کام میں ہے۔ مجھ
سے زیادہ بری حالت میں کوئی شخص
نہیں ہے۔ اے خدا جو سب سے بلند
تر ہے میرے گناہ معاف کر۔ اے خدا
ایسا نہ کر کہ میں اپنے دشمنوں کے لیے
الزام کا سبب ہوں نہ مجھے اپنے دوستوں
کی نظر میں حقیر ٹھیرا اور ایسا نہ ہو کہ میرا
تقوی مجھے مصائب میں ڈالے ایسا نہ
کر کہ یہ دنیا میری خوشی کی جگہ یا میرا بڑا
مقصد ہو اور ایسے شخص کو مجھ پر مسلط
نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے۔ اے خدا جو بڑے
رحم والا ہے اپنے رحم کی خاطر ایسا ہی
کر تو خدا ان سب پر رحم کرتا ہے جو تیرے
رحم کے حاجت مند ہیں۔

شمّد شاھد من بنی اسرائیل

ایک اسرائیلی عالم توریت کی شہادت

دربارہ قبر مسیح

میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے دیکھا
ایک نقشہ پاس مرزا غلام احمد صاحب
قادیانی اور تحقیق وہ صحیح ہے قبر بنی
اسرائیل کی قبروں میں سے اور وہ
ہے بنی اسرائیل کے اکابر کی قبروں
میں سے میں نے دیکھا یہ نقشہ آج
کے دن جب لکھی میں نے یہ شہادت
بماہ انگریزی جون ۱۲ ۱۸۹۹ء۔

سلمان یوسف یسحاق تاجر

سلمان یہودی نے میرے روبرو یہ
شہادت لکھی۔ مفتی محمد صادق
بھیروی کلرک دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور

اشھد باللہ ان ھذا الکتاب کتبہ سلمان بن
یوسف ھانہ رجل من اکابر بنی اسرائیل
دستخط سید عبد اللہ بغدادی

فونوگراف اور حکیم الامۃ کا وعظ

حضرت حکیم الامۃ کا ایک مختصر وعظ سورہ والعصر
پر فونوگراف میں بند کیا گیا تھا ناظرین کے فائدہ
کے لیے لکھا جاتا ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ
الرحمن الرحیم والعصر ان الانسان
لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات
وتواصوا بالصبر وتواصوا بالحق۔ ہماری
سورہ شریف میں اللہ تعالی رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم
الدین نے محض اپنی رحمانیت سے کسقدر قرب کی راہیں
اور آرام عزت و ترقی کی سچی تدابیر بتائی ہیں۔ اول
یہ بتایا کہ کسی رسول من اللہ کا زمانہ اور انسان کے
کامل فہم اور تجارب صحیحہ کا وقت لوگوں کے لیے عصر
یعنی آخری وقت ہوتا ہے جیسے عصر کے بعد پھر دنکا
وقت ان نمازوں کیلیے نہیں رہتا جو ایمان والوں کیلیے
معراج۔ دعا۔ اور قرب کا ذریعہ۔ اور ہر ایک بھلائی
اور سعادت سے روکنے کا سبب ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ
کا زمانہ اور انسان کے فہم اور تجارب صحیحہ کے بعد
اور کوئی وقت نہیں رہتا جسمیں انسان اپنی بھلائی کو
پورا کرسکے اسلیے ہر ایک رسول من اللہ کے زمانہ اور صحت
عقل کیوقت کو لوگ غنیمت جانکر یہ کام کرلیں۔
اول یہ کہ اور صحیح علوم کو حاصل کریں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ
کی ہستی۔ یکتائی بے ہمتائی غرض وحدہ لاشریک
ذات کو مانیں۔ اللہ تعالی کے اسما میں بھی اسکی صفات
میں کسی دوسرے کو شریک نہ کریں۔ ملائکہ کی پاک
تحریکات کو مان لیں۔ اللہ تعالے کی کتابوں۔ اور رسولوں۔ اور جزا سزا اور قیامۃ اور دیگر سچے علوم پر یقین کریں۔ دوم ان سچے۔ صحیح۔ واقعی علوم کے مطابق سنوار کے کام کریں اور کرتے رہیں کوئی کام اسکا نہو جو سنوار
اور اصلاح کے خلاف ہو۔ سوم دوسروں کو آخری دم تک بتاکید حق بتاتے رہیں اور ہردم کو قسم واپسیں یقین کرکے بطور وصیت حق پہونچاویں۔ چہارم ان سچائیوں۔ صداقتوں پر فلد رآمد کرانے میں کوشش
کریں کہ وہ دوسرے لوگ بھی بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر مضبوط رہنے میں استقلال کریں۔

حضرۃ امام الزمان کی ڈائری

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

چونکہ خاکسار ایڈیٹر الحکم حسب الایما
بندگان عالی متعالی حضرۃ حجۃ اللہ
علی الارض مسیح موعود علیہ
الصلوۃ والسلام ۹۔ اکتوبر کی صبح
کو **ندوۃ العلما** کے جلسہ پر ڈائری
مسیح موعود کے وفد میں شریک ہوکر
گیا تھا اس لیے ۹ سے لیکر ۱۱ اکتوبر
تک کی ڈائری وہ خود نہیں لکھ سکا۔
صبح کی سیر کے متعلق جو مضمون
ان تاریخوں میں ہم درج کرتے ہیں
وہ مفتی فضل الرحمن صاحب کا
لکھا ہوا ہے۔ اور ہم ان کے مشکور ہیں
کہ انھوں نے اپنے بھائیوں کے
فائدہ کے لیے پسند کیا کہ وہ الحکم میں
درج ہو جاوے۔ جزاہ
اللہ خیر الجزا
ایڈیٹر

۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء یوم جمعہ

فرمایا ندوہ کا میں لوگ اتمام حجت کی غرض
سے ہم نے بھیجے ہیں ورنہ کچھ بہتری کی
اُمید ہرگز نہیں۔ کیونکہ اُن کے اغراض
عوام سے وابستہ ہیں یہاں تو ان کو
تحفۃ الندوہ دیکر بھیجا ہے۔ اگر خدا نے
چاہا تو نزول المسیح دلی میں بھیجیں گے
والسلام

۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء یوم شنبہ

ایک صاحب نووارد کو جنکا نام مولوی
حامد حسین صاحب تھا مخاطب
کرکے فرمایا۔ بہتر ہے کہ آپ پانچ سات
دن یہاں قیام کریں اتنا عزم اور جلد
واپس چلا جانا ٹھیک نہیں۔ دنیاوی
کاموں میں لوگ کتنی تحقیقات اور
چھان بین کرتے ہیں۔ حقیقت میں
جو شخص جلدی رائے قائم کرلیتا
ہے وہ دوسروں کو بھی ابتلا میں
ڈالتا ہے۔ پس حلاف واقعہ رائے

ظاہر کرنا خون کرنے کے برابر ہے۔

بہت باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جوں جوں انسان اُنپر زیادہ غور کرتا ہے اُسی قدر نتیجہ عمدہ نظر آتا جاتا ہے۔

انسان کو سچائی تک پہونچنے کے واسطے دو باتوں کی ضرورت ہے۔ اول خداداد عقل اور فہم ہو۔ دوم خداداد سمجھ اور سعادت ہو جن لوگوں کو مناسبت نہیں ہوتی اُن کے دلوں میں کراہت اور اعتراض ہی پیدا ہوتے جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ گذشتہ لوگوں میں سے اکثر لوگوں نے راستبازوں کا انکار کیا۔

آپ دور دراز سے آئے ہیں اور آپکو آتے ہی ایک روک بھی پیدا ہوگئی اور رہنے تو ایک ہی روک کا ذکر سُنا ہے مخالفانہ گفتگو کے بجز احقاق حق نہیں ہوتا۔ بہت لوگ منافقانہ طور پر ہاں میں ہاں ملا لیتے ہیں۔ پس ایسے لوگ کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتے تم خوب جی کھول کر اعتراض کرو۔ ہم پورے طور پر جواب دینے کو طیار ہیں۔

مولوی حامد حسین صاحب کیطرف سے سوال ہوا کہ تمام اہل مذاہب اپنے مذہب کو صحیح خیال رہے ہیں۔ ہم فیصلہ کسطرح کریں۔ فرمایا بات یہ ہے کہ آجکل بلکہ ہمیشہ سچے مذہب کی شناخت کے لیے ضروری ہے کہ دو باتیں اُس میں موجود ہوں اول یہ کہ اُس کی تعلیم پاک ہو اور تعلیم پر انسان کی عقل اور کانشنس کا کوئی اعتراض نہ ہو کیونکہ ناممکن ہے کہ خدا کے امور ناپاک ہوں۔ دوم اسکے ساتھ تائیدات سماویہ کا سلسلہ ایسا وابستہ ہو کہ جس کے ساتھ انسان خدا کو پہچان سکے اور اُسکی تمام صفات کا مشاہدہ کرے تاکہ گناہ سے بچ سکے گو انسان سچے مذہب میں ہی داخل ہو پر اگر اُس کے ساتھ کشتی نہیں تو وہ ایسے چشمہ کی مثل ہے کہ جو ایسی جگہ واقع ہے جس کے اردگرد پہاڑ یا دیوار یا ایسا خارستان ہے کہ وہاں ہم کسی طرح پہنچ نہیں سکتے۔ پس ایسا چشمہ ہمارے لیے فضول ہے۔ غرض ضروری شرط یہ ہے کہ اسقدر اسباب موجود ہوں جنسے یقینی طور پر معرفت الٰہی پیدا ہو جائے۔

یہ بات بھی بدیہی ہے کہ انسان کو زیادہ معصیت اسباب کی ہے کہ طرح طرح کے مصائب شدائد کسل وغیرہ کیڑے ایسے لگے ہوئے ہیں کہ اسکو کھاتے اور خدا سے روکتے ہیں۔ اور انھیں کیوجہ سے انسان اور خدا کے درمیان ایک بعد پڑا ہوا ہے۔

پس اُس مذہب میں ایسے وسائل ہوں جو اُسکو روز بروز کھینچتے جاویں۔ اور کامل یقین پیدا کرا کر خدا سے ملا دیں۔

دنیا تو یہی سمجھتی ہے کہ کیا ہم خدا کے منکر ہیں۔ لیکن اُس کے اعمال بتلاتے ہیں کہ ضرور وہ منکر ہے۔ جیسے اسباب کا ذکر اکثر کتابوں میں بھی کیا ہے۔ دیکھو اگر ایک سوراخ میں سانپ ہو۔ تو کیا ایک شخص اسبات کو جانکر کہ اُس سوراخ کے قریب جاوے گا یا اُس میں ہاتھ ڈالے گا۔ ایک بن میں بہت درندے رہتے ہیں کیا باوجود علم کے اُس بن میں کوئی جاویگا۔ ایک زہریلے کھانے کو علم پاکر کھاویگا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ امر یقین کے لوازم میں سے ہے کہ جس چیز کو وہ مہلک سمجھتا ہے اُس کے قریب نہ جاوے۔ پس ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ایک موقعہ پر حقوق انسانی کو چھینتا ہے۔ تلف کرتا ہے۔ رشوت لیتا ہے۔ چوری کرتا ہے۔ بدمعاشی کرتا ہے۔ غضب اعتدال پر ہے۔ وغیرہ وغیرہ پھر پیرانہ سالی اسکو ان گناہوں سے چھڑاتی ہے۔ پر جب تک جسمانی قویٰ اسکو ساتھ ہیں۔ ہر ایک قسم کی بدکاریاں کرتا ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خدا پر ایمان نہیں۔

ہر ایک شخص اپنے نفس سے گواہی دے سکتا ہے کہ جیسا اسکا حق ہے اعتدال پر چلنے کا ویسا وہ نہیں چلتا۔ پس بڑا مقصود یہ ہے کہ یہ جو بے اعتدالیاں انسان سے ظہور میں آتی ہیں۔ انپر غور کرے کہ انکا کیا سبب ہے تو آخر معلوم ہوگا کہ جیسا خدا سے ڈرنا چاہیے وہ پورا پورا نہیں ہے۔

بعض دفعہ احسان سے اور بعض دفعہ خوف سے گناہ کم ہو جاتے ہیں جیسے نسبتہً شریر لوگ ایام امراض طاعون و ہیضہ میں نمازیں شروع کر دیتے ہیں پس ضروری ہے کہ جہاں دو باتیں پائی جاویں۔ تعلیم پاک اور رفتہ رفتہ خدا تک پہنچ جانا۔ وہی سچا مذہب ہے سو یہ دونوں ذریعے ایسے ہیں کہ سوائے اسلام کے کہیں نہیں ملیں گے جس خدا کو اسلام پیش کرتا ہے۔ . . . . . .

اس صفائی سے اور کسی مذہب نے پیش نہیں کیا۔ ایک طرف تو اسلام کی تعلیم اعلیٰ ہے۔ دوسری طرف ایک شخص دس دن عملی تبدیلی کرے تو اُسپر انوار و برکات نازل ہونے شروع ہو جاتی ہیں آجکل اسلام کے بہت فرقے ہو گئے ہیں گویا گھر گھر ایک فرقہ بنا ہوا ہے اس سے تشویش ہو گئی ہے۔ ایکطرف شیعہ ہیں کہ حسینؓ کو مثل لات کے بنا رکھا ہے۔ تو ایک شخص کہے گا کہ کہاں جاؤں۔ شیعہ حسین پرست بنے ہوئے ہیں۔ سوا اسکے علیؓ کو گالیاں دیتے ہیں۔ درمیان میں اہل سنت ہیں اگرچہ بظاہر اُن کا اعتدال نظر آتا تھا مگر اب انھوں نے ایسے قابل شرم اعتقاد بنا رکھے ہیں کہ وہ شرک تک پہونچ گئے ہیں۔ مثلاً مسیح کو خالق بنا رکھا ہے۔ احیاء موتی کرنے والا مانا ہوا ہے۔

پس پاک مذہب وہی ہے جو قرآن کا معیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ اگرچہ انسان بظاہر گھبراتا ہے کہ اُس پاک مذہب کو میں کسطرح پاؤں۔ مگر یاد رکھو کہ جو بندہ بندہ ہے۔ صبر اور تقویٰ ہاتھ سے نہ دے۔ ورنہ خدا تعالےٰ غنی ہے اُسکو کسی کی کیا پروا ہے۔ پس انسان خدا کے سامنے خاکسار بنے تو اُسپر لطف اور احسان کرتا اور اُسکی آنکھیں کھول دیتا ہے۔ توبہ دعا۔ استغفار کرے اور کبھی نہ گھبراوے۔ ہر ایک شخص بیمار ہے اور کبھی صحت نہیں پا سکتا جب تک

خدا کو نہ دیکھ لے۔ پس ہر وقت اُس کا ڈر اور دل برداشتہ رہے۔ اور تمام تعلقات کو توڑ کر خدا سے تعلق پیدا کرے۔ ورنہ اُس وقت تک جبتک کہ خدا سے نہیں ملا یہ گندہ اور نجس ہے۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى الآیہ خدا پر یقین بڑی دولت ہے۔ پس اندھا وہی ہے جسکو اس دنیا میں خدا پر پورا یقین حاصل نہیں ہوا۔ پس جب اُسکا حسن۔ جمال۔ جلال۔ اس پر ظاہر ہوگا تو خدا کی تجلی ہوگی اور پھر یہ دیکھکر ممکن نہیں کہ گناہ کی طرف انسان رجوع کر سکے۔ پس گناہ بھی تبھی کرتا ہے جب اُسکو خدا پر شک پڑ جاتا ہے۔ پس جو شخص نفس کا تزکیہ چاہتا ہے اُسکو تو خدا پر یقین ہونا چاہیے۔ مسیح کے زمانہ میں تو گناہ کی کمی تھی مگر کفارہ نے دنیا کو گناہ سے پر کر دیا۔

انسان اپنی کوشش سے کچھ نہیں کر سکتا حدیث میں آیا ہے کہ تم سب اندھے ہو مگر جسکو خدا آنکھیں دے۔ تم سب بہرے ہو مگر جسکو خدا کان دے وغیرہ وغیرہ پس جب انسان کو خدا ہدایت دینے لگتا ہے تو اُس کے دل میں ایک واعظ پیدا کر دیتا ہے۔ پس جب تک دل کا واعظ نہ ہو تسلی نہیں ہو سکتی۔ پس دینی امور میں جب تک تقویٰ نہ ہو روح القدس سے تائید نہیں ملے گی۔ وہ شخص ضرور ٹھوکر کھا کر گرے گا۔

اس دین کی جڑ تقویٰ اور نیک بختی ہے۔ اور یہ ممکن نہیں جب تک خدا پر یقین نہ ہو اور یقین سوائے خدا کے اور سے ملتا نہیں اسی لیے فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ پس انسان دنیا کو چھوڑ کر اپنی زندگی پر نظر ڈالے۔ اور اپنی حالت پر رحم کرے کہ میں نے دنیا میں کیا بنایا۔ سوچے اور ظاہری الفاظ کی پیروی نہ کرے۔ اور دعا میں مشغول رہے تو اُمید ہے کہ خدا اُسکو اپنی راہ دکھا دیگا

نیک دل لیکر خدا کے سامنے کھڑا ہو۔ اور رو رو کر دعائیں مانگے۔ تضرع اور عاجزی کرے تب ہدایت پاویگا۔

ایک فرقہ وہ بھی ہے جو ہماری باتوں کو قبول نہیں کرتا۔ اُس سے ہماری بحث نہیں۔ اُنکی سرشت میں انکار ہے وہ موت کے بعد اسکا نتیجہ دیکھ لیں گے

سعادت مند کو تو سمجھانے کی ضرورت نہیں۔ پتھر پر لوہا مارنے سے آگ اس لیے نکلتی ہے کہ آگ پتھر میں موجود ہے اور وہ صرف ضرب کا محتاج تھا۔ مگر جس کے اندر کچھ نہیں اُس میں سے کیا نکلے گا۔

ہر ایک نیکی تب قبول ہوتی ہے جبکہ اُس کے اندر تقویٰ ہو۔ ورنہ قبول نہیں ہوتی۔ زندگی تو برف کے ٹکڑے کی مثال رکھتی ہے۔ ہزاروں پردوں میں رکھو پگھلتی جاوے گی۔

اصل میں مخالف کی بات کا امتحان مخالف سے پوچھکر ہوتا ہے میں نے تو اپنا مسلک بیان کر دیا ہے میرے پاس بہت عیسائی آیا کرتے تھے۔ اب نہیں آتے۔ میں تو ہمیشہ انکو یہی کہتا ہوں کہ زندہ مذہب ثابت کرو۔ مردہ تو ہمیں اُٹھانا پڑے گا۔ اور نہ ہمکو اُٹھا دے گا۔ کچھ جواب نہیں دے سکتے یورپ۔ امریکہ میں ۱۶ ہزار اشتہار رجسٹری کرا کر بھیجا کوئی جواب نہیں آیا۔

ہمارا خدا زندہ ہے ہماری آواز سنتا ہے۔ ہمیں جواب دیتا ہے۔ پس ہم صلیب پر چڑھے ہوئے خدا کو کیوں مانیں۔ یہ لوگ شریر ہوتے ہیں اور انکے پاس باتیں ہی باتیں ہوتی ہیں۔ میں ۱۵ برس کا تھا جب سے انکے اور میرے درمیان مباحثات شروع ہیں ان کے پاس صرف اعتراض ہی اعتراض ہیں۔ اور ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں اور جاہلوں اور بدنصیبوں کو اُن اعتراضات سے تنگ پڑ جاتے ہیں دوسری طرف سے یہ لوگ اُسکو طمع دنیاوی دیکر ابتلا میں ڈالکر مرتد کر لیتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ ۲۹ لاکھ آدمی کو انھوں نے ہند میں مرتد کیا ہے پس اسلام کا سخت دشمن یہی مذہب ہے۔

آریہ لوگ ہیں مگر ان کے ساتھ تو زمینی سلطنت بھی یاور نہیں وہ کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

ایک اخبار نے اپنی تحقیقات لکھی ہے کہ آریہ مذہب کے ہونے سے ہندو بہت مسلمان ہو رہے ہیں۔ مرتے بھی بہت ہیں۔ اور مذہب بھی بہت چھوڑتے جاتے ہیں۔ پس یہ مذہب تو کچھ چیز نہیں۔

طاعون کو دیکھا ہے کہ پہلے ہندوؤں میں آتی ہے۔ بمبئی۔ سیالکوٹ۔ جالندھر وغیرہ میں پہلے ہندو سے شروع ہوئی اور جب مسلمانوں میں گئی تو بھی ہندو کو شامل کر لیا۔

نو وارد صاحب نے وجودی فرقہ کی نسبت سوال کیا۔ فرمایا میرے نزدیک یہ بات بھی تدبر کرنے کے لائق ہے یعنی وجود اور شہود۔ میرا مذہب تو یہ ہے کہ وہاں قدم رکھنا غلطی اور جرأت ہے جہاں انسان قدم رکھنے کا مستحق نہیں

وجودی فلسفی رنگ کا دعوی کرتا اور کہتا ہے کہ جسطرح ڈاکٹر مردہ پھاڑ کر اُسکا اندر دیکھ لیتا ہے میں نے اسی طرح خدا کو دیکھ لیا ہے۔ یہ بھی دعوی کیا ہے الحمد للہ الذی خلق الاشیاء وھو عینہا یہ بہت بڑا دعوی ہے۔

شہودی مذہب استیلاء محبت کا نام ہے جیسے لوہا اگر آگ میں نہایت سرخ کیا جاوے تو اس صورت میں کوئی دیکھنے والا اگر اُسکو آگ کہدے تو ایک صورت سے معذور ٹھہر سکتا ہے کیونکہ آگ اُس پر مستولی ہوئی ہوئی ہے کسی کا شعر ہے۔ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

غرض شہودی مذہب کی یہ بنا ہے کہ انسان خدا کے وجود سے بہت بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ جب خدا اور مخلوق کی محبت ایک دل میں آ کر جمع ہوتی ہے تو انسان پر ایک نیا رنگ چڑھتا ہے

اور اُس حالت میں وہ اپنے آپکو دیکھتا ہے کہ گویا بالکل خدا میں کھو یا گیا ہے اور اپنے تئیں محو دیکھتا اور خدا ہی خدا نظر آتا ہے۔ وجودی ایک حقیقت کا طلبگار ہوتا ہے اُسکو محبت سے کچھ تعلق نہیں جیسے آج کل کے وجودیوں کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے کہ میں خدا ہوں۔

شہود والا کہتا ہے کہ انسان انتہائی طور پر خدا ہے۔ یعنی شہود کے طور پر اپنے تئیں طالب اور خدا میں کھویا ہوا پاتا ہے۔

اگر انسان کو خدا بننا تھا تو یا تو اس جہان میں خدا بنتا یا آخرۃ میں خدا بنتا مگر ثابت ہے کہ یہاں بھی انسان ہے اور وہاں بھی یہ جامہ تو اس کے اوپر سے اُترتا نظر نہیں آتا۔

ہم کہتے ہیں کہ ہر ایک شخص اپنا رنگ رکھتا ہے۔ بہت لوگ قوالی میں ہی لذت اُٹھاتے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ عارفانہ مشرب نہیں۔ پھر اگر اسکی کوئی دلیل دنیا میں ہوتی تو چاہیئے تھا کہ کوئی آدمی تو ایسا نظر آتا کہ جس میں خدائی کے صفات ہوتے دنیاوی لوگوں کے مگر حضرت خدا اور خدا کے مرسل بندہ کا مقابلہ یوں ہو سکتا ہے کہ مسیح کو تو خدا مانا۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے ایک مرسل تھے۔ پس مقابلۃً دیکھلو کہ مسیح کو تو پکڑ لیا گیا۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے والا خود مرگیا۔ پس انصاف کرو کہ ایک شخص انسان کہلاتا اور اپنا کام خدا پر چھوڑتا۔ اُسکا پکڑنے والا خود مارا جاتا۔ یہودی جنکی صفت میں آیا ہے ضربت علیهم الذلة والمسکنة وہ اُس خدا کہنے والے کو ایک ہی گھنٹہ میں گرفتار کر لیتے اور سارے کو طیار ہو جاتے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اگر کوئی یہ کہے کہ وہ محض خدائی تھی تو اُسکو جانے دو۔ جہانتک ہم دیکھتے ہیں خدا ہم سے باتیں کرتا ہے اور خوارق اور معجزات دکھلاتا ہے پر پھر بھی ہم انسان ہیں۔ دیوار کا تو ایک الگ چیز ہے اور دھوپ کا وجود الگ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ الآخر السورہ

یہ ساری باتیں چاہتی ہیں کہ کوئی رب بھی اور کوئی چیز مخلوق بھی ہے۔ پس ہمکو اپنی خدائی کا ثبوت دیں۔ خدا نے انسان کو مخلوق پیدا کیا ہے اور دنیا میں بھی مخلوق بنایا ہے۔ پھر ہم چاند سورج وغیرہ کو کسطرح خدا مان لیں۔

تمام انبیاء سے خوف ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اگر ان میں کچھ بھی خدائی کا رنگ ہوتا تو خوف کیوں آتا۔

میری جماعت میں بھی ایک شخص مولوی احمد جان صاحب وجودی تھے۔ کبھی انھوں نے مجھ سے اس مسئلہ پر گفتگو نہیں کی۔ اب تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ اور ساری عمر اسی میں گذار دی۔

ہم کسی کے مذہب پر نہیں۔ ہم تو اسلم اور دلکش تر راہ اختیار کرتے ہیں۔ وجودیوں کے کوئی دشمن نہیں ہم تو انکو قابل رحم سمجھتے ہیں۔

اسپر نو وارد صاحب نے آیت هو الاول هو الآخر وحدۃ وجود کے ثبوت میں پیش کی۔

فرمایا اللہ تعالے کا کلام ایسا ہے کہ اُسکی تفصیل بعض آیت کی بعض آیت سے ہوتی ہے۔ اول کی تفسیر ہے کہ کَانَ اللّٰهُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَهٗ شَیْئًا۔ آخر کے معنے ہیں کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ۔ ہم تو انہیں معنوں کو پسند کریں گے جو خدا نے بتلائے ہیں۔

افسوس ہے کہ اس زمانہ کے یہودی صوم و صلوٰۃ کے تو پابند ہی نہیں اور قرآن کو کبھی کھولکر دیکھا ہی نہیں۔ ہاں میں اپنے اس ملک کی بات کرتا ہوں۔ جس میں جالندھر۔ بٹالہ۔ ہوشیارپور۔ سیالکوٹ وغیرہ شامل ہیں۔ ان لوگوں کو پینے شراب خوروں بھنگیوں۔ اور دہریوں کی مجلس میں اکثر دیکھا ہے۔ اکثر کہتے ہیں کہ وجودی وہ ہے جو خدا کا نام بھی نہ لے۔ بلکہ جو کچھ ہے مخلوق ہے۔ پس یہ لوگ کہتے ہیں کہ اعلےٰ وجودی وہ ہے کہ جسکو لوگ دہریہ کہتے ہیں۔ پس ہر شخص اپنے قول و فعل کا خود ذمہ وار ہے۔

وکان اللہ ولم یکن معه شیئا

حدیث ہے اور حدیث اور توریت سے ثابت ہے کہ خدا تھا اور زمین اور آسمان وغیرہ میں سے کچھ نہ تھا۔ یہ مسلم مسئلہ ہے تمام اہل کتاب کا۔ پس ہمارا اختیار نہیں کہ مروڑ کر اور معنی کر لیں۔ بعض آدمی مذاق کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ مگر مذاق بھی ایک قسم کا زہر ہے ہمیں مذاقی معنے پسند نہیں کرنا چاہئیں بلکہ تواتر۔ قرآن۔ اور حدیث کو دیکھنا چاہیئے۔ وہ یہی کہتی ہیں کہ ایک وقت ایسا تھا کہ ان موجودہ چیزوں میں سے ایک بھی نہ تھی۔

میرے خیال میں وحدۃ وجود بھی مذاق سے پیدا ہوا ہے۔

کل کتب گذشتہ سے یہی معنی ثابت ہوتے ہیں۔ اور اس کی تفصیل قرآن اور توریت میں موجود ہے۔ اول تو ان بحثوں کی حاجت نہیں انسان کے واسطے پہلے تو یہی امر ضروری ہے کہ اجمالی طور پر خدا پر ایمان لاوے جب اُسکا ایمان پیدا ہوگا تو خود بخود اُسپر حقائق کھلتے جاویں گے۔

دیکھو ایک مرض میں قوت ذائقہ جاتی رہتی ہے۔ ترشی۔ میٹھا۔ کڑوا نمکین وغیرہ سب کچھ بے مزہ معلوم دیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قوۃ حاسہ بھی کام نہ دے رہی ہے۔ ایک قوۃ ناک میں ہوتی ہے جس کے وہ نہیں رہتی اُسکو اخشم کہتے ہیں بعض کے

کانوں کی قوت ماری جاتی ہے۔ پس جس طرح بعض قوتیں جاتی رہتی ہیں تو اسی طرح بعض اوقات دینی قوتیں بھی بے حس ہو جاتی ہیں۔ اور انسان سید احمد خان کی طرح دعا کا قبول ہونا اور ایسی باتیں ناممکن خیال کر بیٹھتا ہے

دعا کے قبول ہونے پر ہمارا کامل ایمان ہے۔ اور ہم نے اور ہمنے اسکا نتیجہ بھی دیکھا ہے کہ لیکھرام کے قتل سے پہلو پانچ سال میں نے خبر دی تھی۔

میں نے سید احمد خاں کو لکھا تھا کہ میں نے لیکھرام کے واسطے دعا کی ہے تو مجھے خبر دی گئی ہے کہ تیری دعا قبول ہو گئی ہے اور خدا تعالیٰ اسکو ہیبت ناک موت سے مارے گا یہی نمونہ تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ دعا قبول نہ ہوئی تو تمہارے دعویٰ کا ثبوت ہوا اور اگر قبول ہو گئی تو تم اس عقیدہ سے توبہ کرنا۔ اور وہ لیکھرام کی موت کو دیکھکر فوت ہوا تھا

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ آنکھیں تو اسکو دیکھ نہیں سکتیں۔ اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ جب وجود ہی گیا تو پھر باقی کیا رہ گیا۔

اصل میں یہ سب مذاقی باتیں ہیں ثبوت تو وہ ہے جس کا نمونہ انسان دکھلا دیوے۔ آنحضرت صلعم - موسیٰ - عیسیٰ کے مصائب پر ذرا غور کرو۔

ان باتوں کے ذکر کی ضرورة نہیں اول خدا سے تعلق پیدا کرو۔ جب انسان کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو اندر کے حالات کا آپ ہی پتہ لگ جاتا ہے۔ جب تک گھر سے ہزاروں کوس دور ہے تو اندر کے حالات کس طرح بتلا سکے گا۔ یہ مناسب ہے کہ آپ چند روز ہمارے پاس رہیں اور خاص ہمارے سلسلہ کے متعلق جو اعتراض ہوں وہ بیان کریں۔

تو کارِ زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

ہمنے بعض آدمی ایسے دیکھے ہیں جو کہتے ہیں کہ ابھی اس جھگڑے کو جانے دو۔ رفع یدین۔ اور انگلی کے اٹھانے کا فیصلہ کرو۔ مگر یہ اپنا اپنا مذاق ہوتا ہے

نو وارد صاحب کیطرف سے سوال ہوا کہ سایہ کا وجود ہے کہ نہیں یعنی اسکی ذات ہے کہ نہیں۔

فرمایا وجود کے معنے ہیں مَا يُوْجَدُ یعنی جو چیز پائی جاوے۔ اس کی ہویت ہو یا نہ ہو۔ آپ آئینہ دیکھتے ہیں اس میں چہرہ نظر آتا ہے ہویت تو نہیں یعنی ایک مستقل شے قائم بالذات پس ہویت تو نہیں ہے لیکن وجود ہے۔ وجود اور ہے۔ اور ہویت اور ہے۔

آفتاب نے جہاں ظل ہے وہاں بھی وجود ڈالی ہے مگر ایک چیز نے درمیان آکر ظل پیدا کر دیا ہے آفتاب اور ظل کے درمیان جبتک اوٹ نہ ہو سایہ نہیں ہو سکتا۔

خیر آپ کو بھی اس وجودیت سے کچھ مذاق ہے۔ اور ہم آپ کے مذاق کے خلاف ہیں

پھر سوال ہوا تن کا اطلاق کہاں آتا ہے۔

فرمایا۔ بات یہ ہے کہ آپ کئی مرتبہ خواب میں طرح طرح کے تمثلات دیکھا کرتے ہوں گے اور بظاہر آپ جانتے ہیں کہ ان کا وجود کچھ نہیں۔ حکماء نے بھی لکھا ہے پس جسطرح ہمارے تصورات ہوتے ہیں اسی طرح خدا کی صفات سے اس کے تصورات بھی ہیں پس جو تصور آتا ہے اگر انسانی ہے تو وہ ہیچ ہے اور اگر خدا کا ہے تو اس سے مخلوق پیدا ہو جاتی ہے مگر خدا کی کنہ میں ہم دخل نہیں دے سکتے اسلم طریق یہی ہے کہ انسان لا تدرکہ الابصار پر ایمان رکھے کہ یہ منصب نہیں کہ خدا کی کل صفات میں دیکھ لوں اور انکی تحقیقات کر لوں۔

طبیب بیان کرتے ہیں کہ پانی سرد اور آگ گرم ہے مگر یہ نہیں بتلا سکتے کہ پانی سرد کیوں ہے اور آگ گرم کیوں ہے فلاسفر بھی یہاں کُنہ اشیاء میں آکر عاجز رہ گئے ہیں۔ یہاں افوض امری الی اللہ پر چلے کہ ہم خدا پر چھوڑ دیں

بعض اکابر محی الدین ابن العربی وغیرہ کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے بس یہی کہ یہ بحث فضول ہے بہت امور مرنے کے بعد معلوم ہوں گے اور بہت سے ایسے ہوں گے کہ مرنے کے بعد بھی نہیں معلوم ہوں گے۔

محی الدین بھی قائل ہیں کہ انسان متقی ہو اور خدا پر ایمان لانے والا ہو تو نجات پائے گا۔

۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

دربار شام بعد ادائے نماز مغرب حسب معمول حضرة اقدس علیہ الصلوٰة والسلام شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ الرحیم نے شحنۂ ہند کے ایڈیٹر کا ایک کارڈ سنایا۔ جس میں اس نے اپنا ایک خواب لکھا تھا کہ گویا وہ قادیان آیا ہے اور حضرت اقدس کو ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ سر پاؤں سے ننگا ہوا ہے

مامور ایک آئینہ ہے اسپر حضرة حجة اللہ نے فرمایا کہ تعبیر الرؤیا میں یہ صاف لکھا ہے کہ جو لوگ مامورین کو بری صورت میں دیکھتے ہیں وہ لوگ اپنی پردہ دری کراتے ہیں۔

مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب کے والد مرحوم نے ایکبار مجھ سے ذکر کیا کہ ایک ہندو اُن کے پاس آیا کرتا تھا جو رغبت اسلام رکھتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ کشمیر سے آیا اور اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اب میں پکا ہندو ہو گیا ہوں لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد جو اسکو دیکھا تو وہ عیسائی ہو گیا تھا جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ میں نے

ایک خواب دیکھا تھا جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک تاریک کوٹھڑی میں دیکھا اور اس میں آگ جل رہی تھی (لعنۃ اللہ علیہ) گویا خبیث نے اُسکو دوزخ سمجھا اور اس کے گرد پادریوں کو دیکھا اس سے بیہ نتیجہ نکالا کہ پادری حق پر ہیں اور آپ (معاذ اللہ) مغلوب ہو رہے ہیں۔ مولوی صاحب کو تعبیر کا علم نہ تھا جب اُنھوں نے کہا تو میں نے کہا کہ اسکی یہی تعبیر ہے جو حالت اس شخص کی ہوئی۔ چنانچہ تعطیر الانام میں ایسا ہی لکھا ہے کہ جب کسی نبی مامور و مرسل کو ردّی حالت میں دیکھتا ہے مثلاً مجذوم دیکھتا ہے یا برہنہ دیکھتا ہے یا یہ کہ وہ بُری غذا کھاتے ہیں تو یہ سب اس کے اپنے ہی حالات ہوتے ہیں انبیا آئینہ کا حکم رکھتے ہیں اور اس کی اصلی صورت دکھا دیتے ہیں اور یہ بات ہماری اپنی تجربہ کردہ ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مامور و مرسل کو بُری حالت میں دیکھتے ہیں تو جلدی ہی اُنکی وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی معتوبت کے دن قریب ہوتے ہیں یہ میری تجربات سے ہے۔

نو وارد مولوی حامد حسین صاحب نے کہا کہ میں مکہ معظمہ میں تھا حاجی امداد اللہ صاحب سے ایک شخص نے ایسا ہی کہا کہ میں نے ایسی شکل پر دیکھا ہے تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ یہ تمھاری اپنی شکل ہے*

اس کے بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے جلسہ ندوۃ العلماء پر جو کارروائی کی تھی اُسکا تذکرہ کیا جسکو سُنکر حضرت حجۃ اللہ محظوظ ہوئے۔

پھر مولوی عبد اللہ صاحب نے اس روئداد کے تتمہ کے طور پر مولوی محمد حسین صاحب کا کچھ ذکر کیا اور مولوی مبارک علی صاحب نے اپنا ایک واقعہ سنایا یہ سب امور جلسہ ندوہ کے متعلق ہمارے اپنے مضامین میں آئیں گے زاں بعد مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے ابزرور میں سے پائنیر کا نقل کیا ہوا ایک مذہب نئے عنوان سے پڑھا۔ جس میں ڈاکٹر ڈوئی کو جو دعوت کی گئی ہے اس پر ریمارک تھا پھر بعد نماز عشاء اجلاس ختم ہوا۔

۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر (۱) حضرت حجۃ اللہ علی الارض حسب معمول سیر کو نکلے چند آدمیوں نے اپنے خواب سُنائے آپ نے فرمایا آجکل میں جو طیاریاں حق کیطرف آنے کے لیے ہو رہی ہیں اُنکو نظارے دکھلائے جاتے ہیں۔ رؤیا کا بھی عجیب عالم ہوتا ہے جن باتوں کا نام و نشان نہیں ہوتا وہ وجود میں لائی جاتی ہیں معدوم کا موجود اور موجود کا معدوم دکھایا جاتا ہے اور عجیب عجیب قسم کے تغیرات ہوتے ہیں آدمی کا جانور اور جانور کے آدمی دکھائے جاتے ہیں۔

۲۔ ہمارے موجودہ مخالفوں اور دس برس پہلے کے مخالفوں میں بہت بڑا فرق ہو گیا ہے پہلے تو اپنے عقیدہ کو سچے ہی سمجھتے تھے مگر اب صرف نفاق سے کہتے ہیں جو کہتے ہیں ورنہ ان عقائد کی غلطیوں کو دل میں تسلیم کر چکے ہیں (جحدوا بها و استيقنتها انفسهم)

(ایڈیٹر)

ایک شخص جو اپنے تئیں سچا سمجھتا ہے وہ خدا تعالے پر بھروسا کرتا ہے مگر یہ اب بھروسا نہیں کر سکتے۔ اور اسکا لیے اگر خواہ کئی ہزار روپے کا اشتہار دیا جاوے یہ اپنے آپ کو مقابل ہو کر نشانہ نہ بنائیں گے۔

۳۔ مخالفوں کی کمی اور اپنی روز افزوں ترقی پر فرمایا۔ یہ فوق العادۃ ترقی نہ ہو اگر تغیر واقع نہ ہوا ہو۔ انکا خزانہ کم ہوتا ہے اور ہمارا بڑھ رہا ہے۔ اگر ان کے پاس اپنی سچائی کے دلائل ہیں تو یہ لوگوں کو روک لیں اگر کوئی بڑا سیلاب آیا ہوا ہو اور کسی کا گھر تباہ ہو رہا ہو اور اس کے پاس سامان بھی ہو تو کیا وہ اُسکے روکنے کی سعی نہ کرے گا؟

ہمارے پاس جو ہر روز بیعت کے لیے آتے ہیں انہیں سے ہی آتے ہیں آسمان سے تو نہیں آتے۔

۴۔ ندوۃ العلماء کے جلسہ کی تقریب پر فرمایا کہ اشاعت رسالوں کی

* **نوٹ** ایڈیٹر شحنۂ ہند کے مرشد و سابق حال شاگرد حافظ محمد جان رامپوری کا ایک قصہ ایسا ہی ہے سراج الحق صاحب نعمانی نے سُنایا کہ ایک زمانہ میں حافظ صاحب نے کہا کہ میں نے تمھارے والد شاہ حبیب الرحمن صاحب کو خواب میں دیکھا ہے کہ اُنکے تمام بدن پر زخم ہیں اور جگہ جگہ پٹیاں خراب بدبودار بندھی ہوئی ہیں اور وہ درد سے کراہ رہے ہیں اور شاید آگ میں یا گڑھے میں پڑے ہوئے

بقیہ نوٹ۔ ہیں چنانچہ حافظ صاحب اس خواب کے بعد اُسی حالت گرفتار ہوئے چونکہ شاہ حبیب الرحمن صاحب ایک نیک اور مشہور و معروف راستباز تھے جنکی صورت میں خدا نے جو یہ بھی اُنکو راستباز اور اولیاء الرحمن سے جانتے تھے ان کا اپنا ہی نقشہ و حالت خدا نے دکھلایا یہ ایک بد حالت میں مبتلا ہوئے کہ اجمیر سے لے کر سہارنپور تک لاکھوں آدمی انکی خطرناک حالت سے واقف ہیں اور ابتک اس حالت کا بقیہ موجود ہے یہ ایک مختصر کیفیت سے شحنۂ ہند کو مطلع کیا گیا ہے اور تفصیلی حالات و کیفیت سے وہ خود واقف ہے۔ ایڈیٹر صاحب کی یہی حالت وجہ ہے کہ وہ خود اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھ سکتے ہیں۔ پس خدا نے جو کچھ ایڈیٹر شحنۂ ہند کو خواب میں دکھلایا ہے وہ عین اُنکی حالت خراب کا فوٹو ہے۔ ایڈیٹر۔